حاصل تمنا تم ہی ہو
شازیہ مصطفیٰ

حاصل تمنا تم ہی ہو

شازیہ مصطفیٰ

"مس ندیم آنرز پارٹ ون کی ایک نیو سٹوڈنٹ آئی ہے۔" اس نے کینٹین میں بیٹھی برگر اور کوک سے انصاف کرتی سبرینہ کو خاصی گہری نگاہوں سے دیکھا جو پچھلے ایک ہفتے سے اس کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔

"اگر جوتے کھانے ہیں تو جاؤ دوستی کرلو۔" ندیم ویسے ہی صنف نازک کی عزت افزائی سے بچتا ہی تھا شہزیل نے ایک گہری سانس بھری، وہ دونوں بھی پریڈ آف ہوتے ہی کینٹین کھانے پینے چلے آئے تھے۔

"تم کیا سمجھتے ہو میں ایسے ہی چھوڑ دونگا۔" اس نے کوک کی خالی بوتل انتہائی زور سے ٹیبل پر جان بوجھ کے رکھی اسی وقت نخوت سے سبرینہ نے دیکھا اس کے ابرو تن گئے تھے، بلیک جارجٹ، شیفون کے کپڑوں میں اس کی سرخ و سفید رنگت دمک رہی تھی جھٹکے سے کھڑی ہوئی اس کی فرینڈ

ناولٹ

علینہ نے بھی تقلید کی۔

"ایکسکیوزمی!" سرعت کی تیزی سے شہزیل ان تک پہنچا مگر قسمت خراب ایسی زبردست ٹکر سبرینہ سے ہوئی کہ وہ تو سرتاپا سلگ گئی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

"مس پلیز میری بات تو سنیئے۔"

"شٹ اپ۔" اپنا اسٹائلش سا بیگ دائیں کاندھے پر لٹکاتی ہوئی مڑی علینہ ویسے بھی شہزیل کے بارے میں جانتی تھی کہ وہ زندہ دل طبیعت کا ہے لیکن صنف نازک کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے ہی دیکھتا تھا۔

"اگر آئندہ یہ میرے راستے میں آیا نا میں اس کی طبیعت صاف کروا دونگی۔" سبرینہ کو تو بہت ہی غصہ آرہا تھا جو مسلسل اس کی راہ میں بھی حائل تھا۔

"تم ایک بار اس کی بات تو سن لو۔" علینہ نے کوریڈور میں آ کے اسے قدرے توقف کے

بعد مخاطب کیا۔

"کیوں سن لوں، مجھے ایسے لڑکے سخت زہر لگتے ہیں جو لڑکی دیکھ کر فلرٹ کے لئے تیار ہونے لگتے ہیں۔" دونوں اب سیڑھیوں پر بیٹھ گئیں، اکثر دونوں جب بھی باتیں کرتی ہوتی تھیں وہ یہیں بیٹھتی تھیں۔

"وہ ایسا بالکل نہیں ہے بس تھوڑا شوخ ہے۔"

"اونہہ مائی فٹ۔" اس نے نخوت سے ہنکارا بھرا علینہ تاسف بھری آہ بھر کے رہ گئی کیونکہ وہ بالکل الگ تھلگ رہنے والی لڑکی تھی اسے نہ زیادہ ہنسی مذاق پسند تھا اور نہ ہی اس کا آئیڈیل غیر سنجیدہ شوخ سے لوگ رہے ہیں میں اپنی ذات میں گم رہنے والی لڑکی تھی۔

"سبرینہ تم ہمیشہ منفی کیوں سوچتی ہو۔"

"دیکھو علینہ اگر تمہیں اس کی طرفداری کرنی ہے تو اسی کے پاس جاؤ۔" وہ ایک دم ہی رکھائی سے کہتی اٹھنے لگی علینہ بے چاری جھینپ گئی۔

"پلیز سبرینہ تم میری بات تو سمجھو۔"

"سوری علینہ میں اب چلونگی بابا کی کلاس ختم ہو چکی ہوگی گھر بھی جانا ہے۔" اس نے مزید کوئی بات آگے سنی ہی نہیں اور کھٹ کھٹ کرتی کوریڈور عبور کر گئی۔

دو ماہ پہلے ہی تو جنید احمد کا ٹرانسفر اسلام آباد سے کراچی یونیورسٹی میں ہوا تھا اس کی کتنی خواہش تھی کہ بابا پھپھو کے ساتھ کراچی میں رہیں اور اس کی یہ خواہش پوری ہوگئی تھی وہاں وہ اکیلی تھی یہاں اس کے سارے کزنز تھے کتنا خوش ہوئی تھی اپنے پیاروں سے مل کے پھر بابا نے پھپھو کے بنگلے کے قریب ہی اپنا گھر لے لیا تھا۔

"آج اتنے بن ٹھن کے کہاں جا رہے

انہوں نے جھٹ نواز احمد کی تصحیح کری مگر انہوں نے بس شہزیل کو جواب میں گھورا۔

"یہ دو سال کا بڑا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا اسے سمجھاؤ یہ اسے میں آخری موقع اور دے رہا ہوں، اس کے بعد اس کی بس شادی ہوگی۔"

"کیا؟ شادی؟" وہ تو اچھل گیا بلکہ اس کے تو طوطے ہی اڑ گئے، ابو نے یہ کیا مژدہ سنا دیا وہ تو روہانسہ ہو گیا اسعد بھائی کو اس کا جلنا کڑھنا سمجھ آ رہا تھا مگر نواز احمد کے آگے بول کے وہ اپنی شامت نہیں بلا سکتے تھے۔

"ابو میرے ساتھ ہمیشہ سوتیلے کا سلوک کرتے ہیں۔" اس نے شکوہ کیا بیگم ذکیہ الگ سر پکڑ کے بیٹھ گئیں۔

"امی ابو کو بتا دیجئے گا میں شادی کرونگا تو اپنی پسند سے۔" اس نے بھی دوٹوک انداز میں فیصلہ ہی دیا نواز احمد بھی ڈائننگ ہال سے نکل کے زیادہ دور نہیں گئے تھے فوراً اندر آگئے۔

"دفع ہو جانا جس سے بھی پسند سے شادی کرو تو۔" بیک وقت سب نے چونک کے دیکھا شہزیل تو بھنا گیا تزئین بھابھی نے ایک افسوس بھری نگاہ شہزیل پر ڈالی۔

"جیسے تم ایسی تمہاری پسند ہوگی اگر میرے فیصلوں سے ٹکرانا ہو تو اس گھر سے نکل سکتے ہو۔" ذرا بھی تو وہ رعایت نہیں کرتے تھے، وہ یونیورسٹی خاک جاتا پیر پٹختا اپنے کمرے میں چلا گیا گھر میں پھر سب ہی لوگ شہزیل کو ڈسکس کرنے لگے تھے کیونکہ ضدی طبیعت کا وہ بچپن سے ہی تھا پھر کچھ یہ ضدی طبیعت اسے اپنے باپ سے ہی ورثے میں ملی تھی، ابھی تو اس نے اس پری پیکر کے خواب بھی دیکھنے نہ شروع کیے تھے کہ اچانک ہی اس کے دل و دماغ کو ابو نے جھنجھوڑ کے رکھ دیا تھا۔

ہو۔" صبح ابو نے ناشتہ کی ٹیبل سے اٹھتے دیکھتے ہوئے فہمائشی نگاہ شہزیل کے حلیے پر بھی ڈالی جو بلیک پینٹ پر لیمن کلر کی ٹی شرٹ میں خاصا ڈیشنگ لگ رہا تھا نفاست سے سنورے بال اس کے وجیہہ چہرے پر بہت سجتے تھے۔

"ظاہر ہے یونیورسٹی جا رہا ہے۔" بیگم ذکیہ کو ان کا روکنا ٹوکنا وہ بھی جوان اولاد کے ساتھ ہمیشہ برا ہی لگتا۔

"آپ اس کی اتنی طرفداری مت کیا کریں فضول کے بکھیڑے اس نے پھیلا رکھے ہیں پتہ نہیں کب تک یہ تعلیم جاری رکھی جائے گی۔" وہ خاصے برہم ہوئے شہزیل الگ خفیف سا ہو گیا کیونکہ پچھلے سال تو اس نے ایگزام ہی پورے نہ دیئے تھے۔

"آپ ہر وقت مت اس پر روکا ٹوکی کیا کریں۔" وہ بھی غصہ میں آ گئیں ٹیبل پر اور دیگر لوگ بھی بیٹھے تھے وہ بھی تاسف بھری آہ بھرنے لگے کیونکہ ان کے غصے کے آگے بولنے کی کسی میں مجال ہی نہ تھی۔

"اس سال بھی پورے پیپرز دینے ہیں ورنہ میں تمہارا بندوبست کروں؟" کڑی نگاہوں سے اسے گھورا جو لب بھینچ کر رہ گیا اسعد بھائی کو تو اس کی حالت پر کچھ رحم سا آنے لگا۔

"چچا جان ایک موقع تو دیں۔"

"اسعد میں نے کئی موقعے دیئے ہیں کب سے یہ ایم بی اے کر رہا ہے اس سے پوچھو کتنا عرصہ اور لے گا، اس کے برابر کا ہی ہے سمید خیر سے شادی شدہ ایک بچے کا باپ بن گیا ہے لیکن اسے تو ابھی خود بچہ بننے سے فرصت نہیں۔"

شہزیل تو خجل ہو گیا اس کی پوری کوشش تھی کہ کسی طرح اسعد بھائی اس کی ڈھال بنے رہیں اور وہ ڈائننگ ہال سے فرار ہو۔

"سمید اس سے دو سال بڑا بھی تو ہے۔"

دو دن تک شہزیل یونیورسٹی میں نظر ہی نہ آیا، سبرینہ کو حیرانگی بھی ہوئی تھی مگر اس کے دوست پھر بھی نظر آ رہے تھے اس کا پورا دن بڑا فریش گزرا تھا لیکن جب یونیورسٹی آف ہوتے ہی وہ آفس کی طرف جا رہی تھی اچانک ہی وہ بلیو جینز پر اسکائی بلیو کاٹن کی شرٹ میں سامنے آ گیا بروقت اگر وہ نہ رکتی تو ضرور ٹکرا کر گر سکتی تھی۔

''کیا بدتمیزی ہے۔'' اس نے انتہائی نفرت وحقارت سے دیکھا۔

''دیکھیے مس مجھے آج آپ سے بات ضرور کرنی ہے اگر آپ نے نہیں سنی تو اچھا نہیں ہو گا۔'' وہ چہرے کو سنجیدہ بنا کے گویا ہوا۔

''کیا اچھا نہیں ہو گا۔'' وہ شہزیل کی اس بات پر تو بھتے سے ہی اکھڑ گئی اس کے دوست ندیم اور علی دور سے دیکھ رہے تھے کہ اب شہزیل کے طمانچہ پڑا تو تپ پڑا۔

''دیکھیے مس میرا یہ مطلب نہیں تھا میں تو بس آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔'' وہ گڑبڑا ہی گیا کیونکہ سبرینہ کے ابرو تن گئے تھے۔

''دوستوں کی آپ کے پاس کمی ہے جو مجھ سے دوستی کرنے کی ضرورت پیش آ گئی ہے۔'' تیکھا طنز کیا۔

''اصل میں مس سبرینہ میں چاہتا ہوں کہ آپ اور میں اچھے دوست بن کے ایک مثال قائم کریں۔''

''ٹھیک ہے سر جنید علی سے پوچھ لیں کہ کیا میں آپ کی بیٹی سے دوستی کر سکتا ہوں۔''

''جج ..... جی۔'' وہ تو حیرت سے گنگ رہ گیا۔

ندیم اور علی نے تو سر ہاتھوں میں پکڑ لیا ضرور ان تینوں کی ہی خیر نہیں شہزیل میں ابھی تک کوئی جنبش نہ ہوئی تھی سبرینہ ایک مسخرانہ نگاہ ڈالتی ہوئی جا چکی تھی۔

''ارے تو تو ہمیں مروائے گا سنا تو نے وہ سر جنید کی بیٹی ہے۔'' ندیم نے زوردار دھپ اس کے لگائی جو دور خلاؤں میں ہیں گھورتا لگا مگر فوراً ہی خود کو سنبھالا۔

''یار ندیم یہ ہمیں پھنسوا تو نہیں دے گی۔'' شہزیل تو بوکھلاہٹ کا شکار ہو گیا کیونکہ اپنی ریپوٹیشن کا بھی مسئلہ تھا پھر وہ لڑکی اسے دل میں اتر گئی تھی وہ دست بردار بھی نہیں ہو سکتا۔

''شہزی چھوڑ اسے کیوں اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑتا ہے۔''

''ایسے کیسے چھوڑ دونگا آخر یہ اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہے دیکھنا میں بھی اسے قدموں پر لا کر رہوں گا چاہے یہ سر جنید سے کہہ دے۔'' وہ نڈر انداز میں بولتا ندیم اور علی کو گنگ کر گیا یہ تو وہ دونوں بھی جانتے تھے شہزیل کچھ ضدی طبیعت کا واقع ہوا تھا جو دل میں ٹھان لی وہ کر کے چھوڑتا۔

''سنو میں گھر جا رہا ہوں۔'' وہ ایک دم ہی دونوں سے اجازت لے کے مڑ چکا تھا کیونکہ سبرینہ کے رویہ نے اسے خاصا رنجور بھی کر دیا تھا اس لئے بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔

''تو اب صاحب کو اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ یا نہیں۔'' ابو نے اخبار سائیڈ ٹیبل پر فولڈ کر کے رکھا امی تو چونک گئیں ثمن کے بالوں میں وہ برش کر رہی تھیں۔

''کس کی بات کر رہے ہیں۔'' وہ جیسے سمجھی نہیں۔

''آپ کے لاڈلے کی اس سے کہہ دیں کہ بس میں اس سال برداشت کر رہا ہوں اس کے بعد اس کی پڑھائی مکمل ہو یا نہ ہو شادی کرنی ہے۔'' ہمیشہ فیصلے وہ اٹل اور مضبوط دیتے اسعد کی بھی شادی انہوں نے جلدی کر دی تھی ایم بی اے کا آخری سال تھا اسی دوران ان کی شادی کرا دی حالانکہ احتجاج انہوں نے بھی کیا مگر پھر ابو کے ڈر کی وجہ سے انہوں نے ہونٹوں پہ چپ کی مہر ثبت کر لی۔

''بھابھی کی بھتیجی مجھے اچھی لگی ہے سلجھی ہوئی سمجھدار اور سنجیدہ لڑکی ہے پھر تمہارے سر پھرے بیٹے کے لئے سمجھدار لڑکی کا ہونا ضروری ہے۔''

''آپ نے بات کر لی جنید بھائی سے۔'' انہوں نے ثمن کے بالوں کی پونی بنائی۔

''بھابھی سے میں نے ذکر کر دیا ہے جنید سے بھی وہ کر لیں گی بات پھر تم بھی اس بچی کو جانتی ہی ہو شرم وحیا کا پیکر ہے مجھے تو کم از کم اپنی دوسری بہو بھی تزئین کی طرح سمجھدار چاہیے۔'' وہ بیڈ پر نیم دراز ہو گئے جبکہ امی استغراق سے ان کی کہی بات پر غور کرنے لگیں کہ وہ ٹھیک کہہ رہے تھے پھر سبرینہ بھی انہیں پسند تھی کم کم ہی آتی بھی تو یہاں بہت کم بھی اسلام آباد سے سیٹل ہوئے انہیں تین مہینے ہو چلے تھے مگر وہ لڑکی بس تین چار بار ہی آئی ہوگی۔

''سبرینہ مجھے بھی پسند ہے لیکن شہزیل سے تو پوچھ لیں۔''

''اس نامعقول سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اس کی پڑھائی کہ یہ چار چھ ماہ ہیں آپ تب تک اس کی تیاریاں شروع کریں کیونکہ پڑھائی مکمل ہوتے ہی میں نے زیادہ تر لڑکوں کو دیکھا ہے الٹی سیدھی حرکتوں میں پڑ جاتے ہیں اچھا ہے بیوی بچوں میں الجھے گا تو خرافات سے بچا رہے گا۔'' وہ اپنی دانست میں بہت اچھا سوچ چکے تھے پھر امی کی مجال کہاں کہ ان کے آگے احتجاج کرتیں شروع سے ہی ان کے فیصلوں پر وہ سر جھکاتی ہی آ رہی تھیں۔ مگر وہ شہزیل کے گرم مزاج سے خاصی فکر مند ہونے لگیں جو اپنے باپ کے اصولوں کا الٹا ہی کرتا تھا۔

''پلیز امی مجھے نا ابھی شادی ہی نہیں کرنی۔'' بلیو نائٹ ڈریس میں مضمحل سا شہزیل انہیں قابل رحم لگا جو وہ بھی اپنے باپ کے فیصلے کی بھینٹ چڑھنے والا تھا۔

''تم بھابھی کی بھتیجی کو ایک بار دیکھ تو لو جب بھی تم گھر میں موجود نہیں ہوتے ہو اتفاق سے جب ہی آئی ہے ورنہ دیکھ سکتے تھے۔''

''مجھے جب اس سے شادی کرنی ہی نہیں تو کیوں دیکھوں۔'' وہ بھی اڑیل گھوڑا بن گیا امی تو سر پیٹ کے ہی رہ گئیں دونوں باپ بیٹے اپنے اپنے موقف پر ڈٹے ہوتے تھے۔

''شہزیل تمہارے باپ کو ان کے فیصلے سے کسی نے آج تک نہیں ہٹایا ہے اور بہتری اسی میں ہے کہ تم راضی خوشی مان جاؤ۔''

''امی کم از کم مجھے اپنے پیروں پر تو کھڑا ہونے دیں پھر بزنس وغیرہ میں بھی انوالو ہونے دیں یہ سب تو بعد کی بات ہے۔'' گویا ہوا مسلسل وہ بالوں میں بھی ہاتھ پھیرتے جا رہا تھا امی کو اس پر رہ رہ کے ترس بھی آ رہا تھا۔

''بزنس بھی گھر کا ہے بھاگا نہیں جا رہا ہے تم سیدھے بھاؤ چپ کر کے شادی کر دو کیونکہ جنید بھائی کو امریکن یونیورسٹی سے لیٹر آ چکا ہے وہ وہاں جانے والے ہیں۔'' وہ گھٹنوں پر دونوں ہاتھ جماتے کھڑی ہونے لگی تھیں اسی وقت شہزیل نے پر سوچ چتون اٹھائے۔

''وہ امی کیا کرتے ہیں۔'' اسے کچھ تجسس سا ہوا۔

''کراچی یونیورسٹی میں لیکچرار ہیں تم نے ابھی تک انہیں دیکھا نہیں۔'' وہ حیرانگی سے استفسار کرنے لگیں شہزیل تو سکتے میں آ گیا کہیں یہ سر جنید ہی تو نہیں ہیں۔

''تم گھر پہ ہو تو ان سے مل بھی لو گھر نہیں تو دوستوں سے فرصت نہیں۔'' وہ الٹا اسے ہی تخت

سست سنانے لگیں جبکہ وہ انجانی خوشی کے حصار میں گھرا مسکرایا۔

''ان کی بیٹی کا نام سبرینہ تو نہیں ہے۔''

''ہاں یہی نام ہے مگر تم......'' وہ کچھ بھی سمجھی نہیں واپس بیڈ پر بیٹھ چلی تھیں جبکہ اس نے بھی امی سے کچھ نہ چھپایا سارا کچھ گوش گزار کر دیا۔

''امی وہ اتنی تنک چڑھی ہے کہ کیا بتاؤں۔''

''بس بس زیادہ اب اسے تنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' انہوں نے رخسار پر اس کے ہلکی سی چپت لگائی شہزیل کو اوپر والے پر اتنا پیار آ رہا تھا کہ بار بار دل میں شکرانے ادا کرنے لگا ابھی لبوں تک خواہش آئی تھی اور اس کی تکمیل بھی ہونے والی تھی اس کے جذبوں میں صداقت تھی جب ہی اوپر والے نے ان دونوں کو ملانے کا سبب بھی کر دیا تھا۔

''بابا آپ کو پتہ ہے مجھے غیر سنجیدہ شخص سخت زہر لگتے ہیں۔'' جب سے جنید علی نے بتایا تھا کہ وہ پھپھو کے دیور کے بیٹے شہزیل سے اس کا رشتہ پکا کر چکے ہیں اس وقت سے ان سے بحث کرے جا رہی تھی۔

''تمہیں نہیں پتہ شہزیل کافی رسپکیٹ کرتا ہے ہم اساتذہ کی۔''

''بابا آپ کو نہیں پتہ وہ......وہ......'' بولتے بولتے رک گئی، انہیں یہ بتاتی کہ وہ کئی بار دوستی کا ہاتھ بڑھانے راہ میں آ چکا ہے اور اسے ایسے فلرٹی اور لا ابالی مرد تو شروع سے پسند نہ تھے ہمیشہ بابا کا جیسا ہی آئیڈیل تھا جو ذمہ داریوں کو سمجھتا ہو مزاج کو سمجھتا ہو۔

''بس سبرینہ کوئی آگے بات مت کرو مجھے دو ماہ بعد امریکہ روانہ ہونا ہے اچھا ہے میں تمہارے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔'' انہوں نے اپنے گلاسز دوبارہ آنکھوں پر ٹکائے سبرینہ اپنے بیڈ پر گھٹنوں میں منہ دیئے رونے لگی۔

''کم آن سبرینہ۔'' وہ گھبرائے۔

''بابا میں آپ پر بوجھ ہوں آپ نے ایسا سوچا بھی کیوں۔'' اسے اپنے بابا کا رویہ خاصا رنجور اور دلگرفتہ کر گیا۔

''بیٹا تم یہ بھی تو سوچو ایک نا ایک دن تمہاری شادی تو ہونی ہی ہے۔''

''لیکن اسی شخص سے کیوں مجھے غیر سنجیدہ لوگ قطعی پسند نہیں ہیں۔'' وہ مسلسل انکاری تھی۔

''دیکھو سبرینہ تم شہزیل کو شائد سمجھ نہیں رہی ہو بیٹا وہ ایسا نہیں ہے میں دو تین بار خاصی تفصیل سے ملا ہوں تمہارے لحاظ سے وہ پرفیکٹ پرسن ہے۔''

''نو بابا!'' روتے روتے آنکھوں سے پانی باہر بہہ نکلا۔

''پھر تم اپنے بابا کو ان سب کے سامنے شرمندہ کروانا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے میں منع کر دیتا ہوں۔'' لہجہ ان کا کچھ ٹوٹا ہوا لگا ورنہ وہ کتنے اطمینان سے تھے کہ ان کی بیٹی کم از کم ان کی بہن کے پاس تو رہے گی۔

''مجھے تو اپنی بیٹی پر فخر تھا کہ وہ میرے فیصلوں کو دل سے قبول کرتی ہے۔'' سبرینہ کو ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولتے بابا ذرا اچھے نہ لگے اس کی تو وہ جان تھے امی کے بعد ماں و باپ بن کے انہوں نے ہی تو پالا اور اسی کے کہنے پر ہی تو پھپھو کے گھر کے قریب گھر لیا تھا تاکہ اسے بوریت اور اکیلا پن محسوس نہ ہو۔

''بس بابا میں آپ کی افسردہ نہیں دیکھ سکتی آپ کی خوشی کے لئے تو میں اپنی جان تک دے دوں۔'' وہ تڑپ کے ان کے گلے سے لگ گئی جنید علی نے اسے ڈھیروں پیار کیا ان کی بیٹی نے آج بھی ان کا مان ٹوٹنے سے بچا لیا تھا۔

ادھر سبرینہ کی رضامندی کیا ہوئی شادی کی تیاریاں ہونے لگیں کیونکہ شہزیل کے ایگزام کے فوراً بعد کی تاریخ رکھی تھی جبکہ سبرینہ کا آنرز کا پہلا سال تھا دونوں یونیورسٹی میں بھی کم کم ہی سامنے ہوتے تھے سبرینہ تو لیکن شہزیل آج بھی اتنا برا لگتا تھا وہ تو بس بابا کی خوشی کے لئے راضی ہو گئی تھی، اس کا پڑھائی میں بھی دل نہیں لگ رہا تھا دن تھے کہ اتنی تیزی سے گزر رہے تھے کہ جیسے پر لگ گئے ہوں سبرینہ کی دھڑکنوں کو بڑھا رہے تھے وہ ہر وقت جھنجھلائی رہتی تھی۔

شہزیل پڑھائی سے جیسے ہی فارغ ہوا گھر میں تو شادی کے شادیانے بجنے لگے۔

''کیا بات ہے تم اب کب تک اٹھو گے۔'' سمید اس کے کمرے میں چلا آیا وہ بے خبر سو رہا تھا مگر آتے ہی سمید نے ہی اٹھایا۔

''یار اتنی تھکن ہو رہی ہے سونے دو۔''

''مسٹر آج سے ایک ہفتے بعد تم دولہا بننے والے ہو۔'' سمید نے اس کے کان میں سرگوشی کی جو بیڈ پر تکیوں کو سر پر رکھے سو رہا تھا مگر سمید کی سرگوشی پر تکیہ دور پھینکا۔

''کیا یار اتنی جلدی۔'' پڑھائی اور ایگزام میں تو یہ سب بھی بھول گیا تھا پھر کسی نے اسے بتایا بھی تو نہ تھا۔

''مجھے بتائے بغیر سارا کچھ پہلے سے طے بھی کر لیا۔''

''تم بزی ہی اتنے تھے پھر چچا جان کو تمہاری اس لئے بھی زیادہ فکر ہے کہ ان کا بیٹا ہاتھوں سے نہ نکل جائے۔'' سمید اس کے قریب ہی دراز ہوا جو پر سوچ ہی لگا۔

''انہیں تو بس مجھ پر ہی شک رہتا ہے۔'' کمبل خود پر سے ہٹائے بیڈ سے اٹھا بلیو نائٹ ڈریس ماتھے پر بال بکھرے پڑے تھے سامنے ہی بڑی سی گلاس ونڈو جس کے پردے شائد سمید نے ہی ہٹائے تھے ونڈو سے باہر کا نظارہ صاف ہو رہا تھا۔

''اچھا زیادہ گرمی مت کھاؤ تم فریش ہو کے آ جاؤ تاکہ تمہاری بھی تو تیاری کرا دی جائے۔'' معنی کہہ کر شوخ سی دھن سیٹی پر بجانے لگا شہزیل نے دونوں ہاتھ پشت پر ٹکائے اسے گھورا۔

''لگتا ہے ابھی تک فارحہ بھابھی سے دوستی چل رہی ہے۔'' وہ اس کے مسکرانے پر تپ ہی گیا۔

''کچھ ایسا ہی ہے۔'' وہ اور اترایا۔

''ویسے تمہاری شادی ہو جانے دو پوچھوں گا تم سے کب کب لڑائی ہوتی ہے تمہاری اور سبرینہ کی۔''

''تمہاری کزن لڑاکا طیارہ ویسے ہی ہے ہر وقت کچا چبانے کو تیار رہتی ہے۔'' اسے یونیورسٹی کے دن یاد آ گئے جب جب ملی ہر بار تکرار اور بحث کے علاوہ ہوا ہی کیا تھا۔

''یار وہ بہت کم گو سی لڑکی ہے ذرا خیال رکھنا۔''

''ذرا اسے بھی بتا دینا میں بھی الٹی سیدھی اس کی کوئی بات نہیں سنوں گا بہت مجھ پر رعب جما چکی ہے۔'' ایک دم ہی وہ غصے میں بھی آ گیا۔

''او خبردار دھیان سے میری بہن ہے اگر الٹی سیدھی تو نے بھی کی نا میں پھر کیا کرتا ہوں۔'' سمید جھٹ سبرینہ کا بڑا بھائی بن گیا۔

''تم بس میرے کزن رہو میں تمہاری دھمکیوں میں نہیں آنے والا۔'' شہزیل نے ہاتھ اٹھا کے گویا بات ہی ختم کی پھر ڈریسنگ ٹیبل سے برش اٹھا کے بالوں میں چلانے لگا۔

''اس کا مجھے اندازہ ہے لیکن چچا جان کو ضرور دیکھ لینا کیونکہ تمہاری عزت افزائی وہ ہر ایک کے سامنے کر دیتے ہیں۔'' سمید شرارتی لہجے

میں بوتا کن انکھیوں سے دیکھنے لگا۔

''تم کیا سمجھ رہے ہو ابو کی وجہ سے میں اس سے دب جاؤں گا۔'' اس کے تو دماغ پر جا لگی سمید تو گھبرا گیا کیونکہ وہ سنجیدہ خطرناک حد تک تھا اس لئے پھر اس نے مزید چھیڑنا مناسب نہ سمجھا۔

دنوں کی رفتار میں کیا اضافہ ہوا کہ مایوں مہندی کا دن بھی آن پہنچا شہزیل نے اپنے سارے فنکشنز ہی انجوائے کئے اور اگر یہ انجوائے کیا تو سبرینہ نے نکاح کے وقت اس مشکل سے باپ کی کہ بس پھپھو کے گلے لگ کے خوب روئی تزئین بھابھی فارحہ اور ممی بھی رو دی تھیں لیکن سبرینہ کو سنبھالنا مشکل ہی ہو رہا تھا، جس وقت وہ اسٹیج پر آئی تو شہزیل بلڈ ریڈ لہنگے میں اس حسن کی ملکہ کے ملکوتی حسن کو دیکھ کر مبہوت زدہ رہ گیا وہ سر سے پیر تک ایک ماورائی مخلوق ہی لگ رہی تھی دل کی دھڑکنوں میں اضافہ ہوا اب تو وہ بلا شراکت غیر اس مغرور حسن کی ملکہ کا وہ مالک تھا ایک سرشاری سی رگ و پے میں اتر گئی وہ خود بھی کریم کلر کی ایمبرائیڈری والے دولہا کے سوٹ میں ڈیشنگ لگ رہا تھا، سبرینہ نے ایک بار بھی نگاہ اٹھانے کا تردد ہی نہ کیا، مووی تصویروں کا سلسلہ چلتا رہا ڈنر ہوا اور پھر رخصتی کا مرحلہ بھی آ گیا سمن تو اپنے بھائی کے بازو سے ہی لگ کے بیٹھ گئی۔

شہزیل نے پیار سے اسے اپنے ساتھ ہی لگا لیا یہ کل دو بہن بھائی ہی تو تھے پھر وہ اپنی بہن سے محبت بھی شدید کرتا تھا۔

نواز احمد (شہزیل کے ابو) شور مچانے پر رخصتی کا عمل شروع ہوا ذکیہ بیگم اپنی بہو کو تھامے ہوئے تھیں جبکہ سبرینہ کے تو قدم ہی نہیں اٹھ رہے تھے بابا کے گلے لگ کے ایک بار پھر رو دی محض اس نے بابا کی خوشی کی خاطر بس اس نا پسندیدہ شخص سے رشتہ جوڑا تھا سارے راستے اسے اپنے پہلو سے آگ نکلتی تپش شہزیل کا لمس اس کے وجود سے ٹچ ہو رہا تھا اور وہ اسے ایک لمحے کو بھی برداشت کرنے کو تیار نہ تھی مگر اس نے سوچ لیا تھا کہ شہزیل کو اتنا زچ کرے گی کہ وہ خود تنگ آ جائے گا اپنی لامتناہی سوچوں میں گھری شہزیل کے سجے سجائے بیڈ روم میں بیٹھا دی گئی۔

''کیا بات ہے تم ادھر کیا کر رہے ہو۔'' ابو نے تو اس کی کلاس لینی شروع کر دی اور وہ گڑبڑا گیا کیونکہ ندیم سے وہ موبائل پر بات کر رہا تھا کمرے میں نیٹ ورک نہیں آ رہا تھا تو وہ باہر نکل آیا۔

''وہ ابو دوست کا فون تھا۔'' وہ جھینپ سا گیا۔

''عقل پکڑو شہزیل بہت تم نے وقت ضائع کر لیا ہے۔'' وہ آج کے دن بھی تو اسے بخشنے کو تیار نہ تھے وہ تو شکر تھا لاؤنج میں کوئی نہیں تھا ورنہ اسے اور شرمندگی ہوتی۔

''جاؤ کمرے میں۔'' حکمیہ انداز میں کہا اور خود اپنے کمرے میں جانے کے لئے کوریڈور میں چلے گئے شہزیل تو بھنا ہی گیا لاؤنج میں ہی صوفے پر لیٹ گیا اندر بھی جانے کو دل نہ چاہا بلکہ ضد ہی ہو گئی بلکہ وہ کچھ اس حسینہ کو بھی سبق دینا چاہتا تھا، تزئین بھابھی اور فارحہ کمروں کو سمیٹ رہی تھیں اسے یوں دراز دیکھ کر استغراق سے پوچھے بنا نہ رہ سکیں۔

''شہزیل بھائی خیریت تو ہے۔'' فارحہ کی آواز نے اسے بڑبڑا ہی دیا۔

''جج...... جی!''

''آپ ادھر کیا کر رہے ہیں۔'' وہ حیرت زدہ تھی۔

''وہ بھابھی بس ایسے ہی۔'' وہ فوراً کھڑا ہو گیا فارحہ نے تزئین بھابھی کو دیکھا جو کچھ شاکی متفکر سی نظر آئیں شہزیل ان دونوں کے سوالوں سے بچتا اپنے بیڈ روم میں ہی آ گیا خوبصورت سا بیڈ روم جو کو اصل پھولوں سے مہک رہا تھا خوابناک سا ماحول وسط میں بیڈ پر وہ بیٹھی ہوئی تھی بیڈ کے سامنے ڈریسنگ ٹیبل اس کے رائٹ سائیڈ پر وارڈ روب پہلے تو اس نے کپڑے چینج کیے سبرینہ گھونگھٹ کی اوٹ سے اس کی حرکات و سکنات دیکھ رہی تھی وہ اسکائی بلیو قمیض شلوار میں ملبوس چلا آیا سیج کی لڑیوں کو اس نے پہلے ایک طرف کر کے باندھا سبرینہ اور سمٹ کے بیٹھ گئی، شہزیل نے بیڈ کے لیفٹ سائیڈ دراز سے مہرون مخملی ڈبیہ نکالی۔

''یہ میں نے خاص طور پر خود ہی اپنی پسند سے لی ہے۔'' ڈبیہ میں لاکٹ اور چین تھی وہ بس ایک نظر دیکھ کے رہ گئی۔

''مجھے نہیں چاہیے۔'' انتہائی سرد مہری اور رکھائی سے کہا کہ شہزیل کے چتون سکڑ گئے۔

''مسٹر شہزیل احمد اس خوش فہمی میں کبھی مت رہیے گا کہ میں نے آپ سے شادی اپنی رضامندی سے کی ہے بلکہ مجھے صرف اپنے بابا کی خوشی کا خیال تھا ورنہ تم جیسا لا ابالی فلرٹی شخص میری پسند کبھی نہیں رہا ہے۔'' ساری شرم و لحاظ اور جھجک بالائے تاک رکھ کر آنکھیں نکالے اس کے ذو بدو تھی اور شہزیل حیرت سے گنگ رہ گیا وہ تو اس کے اتنے شدید اور تحقیر زدہ لہجے کا سوچ بھی نہیں سکا تھا۔

''سبرینہ تم مجھے ہمیشہ غلط سمجھی ہو۔'' وہ منمنایا۔

''میں آپ کو بلکہ صحیح سمجھی ہوں مجھ سے کبھی بھی کسی بات کی امید مت رکھنا۔'' شہادت کی انگلی اٹھا کے وارن کیا اور وہ ہکا بکا سا اس کے حنائی ہاتھوں پر بس ایک حسرت بھری نگاہ مرکوز کیے رہ گیا سبرینہ لہنگا سنبھالتی بیڈ سے اترنے لگی اسی وقت اس میں برقی رو دوڑی مردانگی نے جوش مارا اس کا بازو اپنی فولادی انگلیوں سے پکڑا چہرہ تن گیا دانت پیسنے لگا۔

''تم بھی اس خوش فہمی میں مت رہنا کہ میں تم سے شادی کر کے بہت خوش ہوں محض صرف اپنے ابو کی بات مانی ہے مجھے کوئی شادی کرنے کا شوق نہیں تھا۔'' جھٹکے سے اسے چھوڑا سبرینہ وحشت زدہ سی اس کی قہر برساتی آنکھوں میں دیکھتی رہ گئی ایسا خطرناک روپ وہ بھی شہزیل کا جبکہ ہر لمحہ یونیورسٹی میں مسکراتا ہوا ہی ملا تھا۔

''مجھ سے بھی توقع مت رکھنا کسی بھی بات کی میری جیسی عادت ہے رہے گی نہ میں خود کو تمہارے لئے بدلوں گا اگر میں تمہاری نظر میں لا ابالی اور فلرٹی ہوں تو پھر ٹھیک ہے تم یہی سمجھتی رہو کیونکہ تمہیں تو بس......؟'' وہ شدت غم و غصے سے مٹھیاں بھینچ کے رہ گیا سیج کی لڑیاں ہی پکڑ کے کھینچ ڈالیں وہ تو سہم کے ایک طرف کو کھڑی ہو گئی بھناتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا سبرینہ نے رکا ہوا سانس بحال کیا مگر دل پر ایک بوجھ آن پڑا تھا عجیب بے چینی سوار ہو گئی بیڈ کے سرے پر بیٹھی بے دلی سے چوڑیاں حنائی ہاتھوں سے اتارنے لگی اسی وقت وہ پھر اندر آیا، بیڈ پر تکیہ درست کیا اور دراز ہو گیا۔

''زیادہ میرے سامنے اکڑنے کی کوشش مت کرنا بیڈ کے علاوہ اگر کہیں اور سوئیں تو نتائج کی ذمہ دار تم ہو گی۔'' پھر ایک دھمکی دی سبرینہ مشوحش سی رہ گئی۔

یہ دس پندرہ دن ایسے دعوتوں کی نظر ہوئے کہ سبرینہ اپنے میکے بھی نہ جا سکی بابا اس سے ملنے دو ایک بار آ چکے تھے پھر ان کے امریکہ جانے کے بھی دن آنے والے تھے وہ چاہتی تھی کہ بابا کچھ تیاری وغیرہ کروا دے مگر شہزیل کو مخاطب کرنا

شکنیں درست کر رہی تھی کاسنی کپڑوں میں لائٹ سا میک اپ اور ہلکی پھلکی جیولری ابھی اسے دلہناپے کو ہی ظاہر کر رہے تھے نگاہوں کا تصادم ہوا وہ چہرے پر سختی لئے دھڑ سے بیڈ پر لیٹا بلیک پینٹ اور اس پر آف وائٹ شرٹ میں ڈیشنگ ہی لگ رہا تھا پاکٹ سے موبائل نکال کے وہ چیک کرنے لگا سبرینہ تذبذب کا شکار ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتی بیڈ کی پائنتی ہی کھڑی تھی۔

''اونہہ محترمہ کو کچھ کہنا ہے لیکن ہمت نہیں۔'' شہزیل نے تمسخرانہ نگاہ اٹھائی مگر کہا کچھ نہیں موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

''مجھے کچھ دنوں کے لئے گھر جانا ہے۔'' جھٹ اس نے کہہ بھی دیا مگر انداز لٹھ مار ہی لگا یہ شہزیل کو اپنی توہین اور اہانت ہی لگی وہ اسے مخاطب تک کرنا پسند نہیں کرتی جبکہ وہ اس کے لئے کیا کچھ ہے۔

''مجھے کچھ دنوں کے لئے بابا کے پاس جانا ہے۔'' اپنا جواب نہ پا کر وہ پھر تلملا کر دوبارہ گویا ہوئی شہزیل نے چتون تیکھے کیے جواب اس کے مقابل ہی تنی ہوئی کھڑی تھی انداز میں ایک اعتماد اور درشتگی نمایاں جو اس کے تو پتنگے ہی لگا گئی تیزی سے اٹھ کے بیٹھا۔

''یہ تم مجھ پر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو کہ تمہاری نظر میں میری کوئی عزت و اہمیت نہیں، تم مجھے دیکھنا تو دور کی بات مخاطب تک کرنا اپنی شان میں گستاخی سمجھتی ہو۔'' وہ تو انگارہ چباتا پھٹ ہی پڑا سبرینہ حیرت زدہ سی گنگ اسے دیکھے گئی جو اس کے قریب ہی آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

''مجھ سے بات کرتے وقت لہجے کو درست رکھا کرو میں کوئی اٹھائی گیرا نہیں ہوں کہ تمہیں اٹھا کر لے آیا ہوں، تمہارا قانونی شرعی جائز شوہر ہوں اس لئے یہ ذہن میں رکھ کر آئندہ مجھ سے بکواس کرنا۔'' وہ آنکھوں میں رعونت اور غصہ کی آگ لئے شہادت کی انگلی اٹھا کے اسے وارن کر رہا تھا۔

''آپ مجھے اس طرح نہیں دبا سکتے۔'' وہ بھی کہاں دبنے کو تیار تھی۔

''شٹ اپ۔'' وہ پھر دھاڑا سبرینہ نے آنکھیں بند کر لی دل کی رفتار میں اضافہ ہو گیا وجود لرزنے لگا اسے شہزیل سے ڈر بھی لگنے لگا کیونکہ وہ تو اس سے مقابلہ کر ہی نہیں سکتی کیا تھی اور کیا نکلا۔

''سنو کان کھول کے تم میرے لئے کوئی پہلی لڑکی نہیں تھیں کہ جس کے لئے میں آگے پیچھے پھرا ارے مجھے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ تم انتہا سے زیادہ سر پھری گھمنڈی ہو میں کبھی بھی تمہاری طرف دیکھنا تک پسند نہ کرتا۔'' لگتا تھا وہ سارے حساب برابر کرنے کے چکر میں تھا۔

''آج کے بعد اگر مجھ سے اس لہجے میں بات کی نا تو یاد رکھنا ذرا لحاظ نہیں کروں گا سیدھا تمہیں روانہ کروں گا۔'' وہ واش روم میں چلا گیا اور سبرینہ سر ہاتھوں میں تھام صوفے پر ہی بیٹھ گئی آنسوؤں نے نکلنا شروع کر دیا تھا مگر فوراً صاف بھی کر لئے، اتنی دیر میں وہ فریش ہو کے ایزی سے فان کلر کے کرتے شلوار میں نکلا بیڈ کے رائٹ سائیڈ پر ڈریسنگ ٹیبل تھا اس کے آگے کھڑے ہو کے بالوں میں برش چلانے لگا صوفہ بیڈ کی لیفٹ سائیڈ تھا سبرینہ کا عکس صاف اور واضح تھا، شہزیل اندر ہی اندر فتح مندی سے مسکرا دیا کیونکہ اس نے سبرینہ کو عقل سکھانے کا یہی حل سوچا تھا۔

وہ میکے کیا خاک جاتی جب شہزیل کا منہ ہی سیدھا نہ تھا وہ تو نواز احمد نے ہی شہزیل سے کہا کہ کچھ دنوں کے لئے چھوڑ آؤ حالانکہ ایک گلی کا ہی تو فاصلہ تھا مگر پھر بھی اسے یہاں آئے ایسا

اسے خاصا گراں اور ناگوار گزر رہا تھا۔

''پھپھو میں صرف دو دن کے لئے گھر جانا چاہتی ہوں۔'' اس نے شاہدہ بیگم سے کہا حالانکہ تھیں تو اس کی پھپھو مگر شہزیل ان کے دیور کا بیٹا تھا اجازت تو پھر بھی ان کی معنی نہ رکھتی تھی۔

''ذکیہ سبرینہ کو کچھ دنوں کے لئے گھر بھیج دو جنید کی بیس دن بعد امریکہ روانگی ہے۔'' وہ تینوں ہی لاؤنج میں بیٹھی تھیں سبرینہ نے موقع دیکھا تو ان سے جانے کی بات کر دی تھی۔

''شہزیل رات کو آئے تو پوچھ لینا چلی جانا۔'' انہوں نے بھی بیٹے پر ہی بات ٹالی کیونکہ اس کی اجازت کے بغیر تو وہ بھی نہیں کہہ سکتی ہیں۔

''جی اچھا۔'' وہ بس سر جھکا کر ہی رہ گئی اور پھر سیدھی کمرے میں ہی جا رہی تھی فارحہ نے روک لیا۔

''سبرینہ لگتا ہے تمہارا یہاں دل نہیں لگ رہا ہے۔'' وہ جانچتی نگاہوں سے کاسنی جارجٹ کے کپڑوں میں ملبوس اس کی شہابی رنگت کو دیکھا۔

''نن...... نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے اصل میں بابا جانے والے ہیں نا۔'' جھٹ بات بنائی اپنی طرف سے وہ کسی کو بھی کوئی شک نہیں ہونے دینا چاہتی تھی کہ شہزیل میں اس میں کھٹ پٹ ہے۔

''پھر محترمہ ابھی تو شادی کو مہینہ بھی نہیں ہوا ایسے میں تو میاں سے دور جانے کو ہی دل نہیں چاہتا۔'' فارحہ معنی خیز لہجے میں بولتی شرارتی ہونے لگی سبرینہ تو کانوں کی لوؤں تک سرخ ہی ہو گئی۔

''آپ کچھ زیادہ نہیں بول رہی ہے۔'' وہ مسکرائی ساتھ ہی جھینپ بھی مٹائی۔

''ویسے یہ شہزیل بھائی کو دیکھ کر میں حیران ہوں شادی کو صرف بیس دن گزرے ہیں لیکن اتنے سنجیدہ ہو گئے ہیں کہ میں تو حیران ہوں۔''

''آپ کا کیا مطلب ہے میں نے کر دیا ہے۔'' سبرینہ برا مان کے مسکرائی۔

''خیر تم تو نہیں کر سکتی ہو بس لگتا ہے مجھے وہ بڑی زیادہ ہو گئے ہیں۔'' فارحہ نے خود ہی بات بھی اخذ کر لی مگر وہ کافی دنوں سے دونوں کو نوٹ کر رہی تھی کہ دونوں ایک دوسرے کو مخاطب بھی نہیں کرتے ہیں۔

''میں ذرا کمرے کو سمیٹ لوں خاصا موصوف پھیلا کے نکلے ہیں۔'' وہ سیڑھیاں چڑھ گئی فارحہ کچن میں چلی آئی جہاں ناشتے کے بعد کے سارے برتن حمنیٰ دھوتی تھی میٹرک کے بعد سے وہ فارغ ہی تھی اس لئے شاہدہ بیگم نے اسے کچن کے کاموں پر لگا دیا تھا جب تک رزلٹ نہیں آ جاتا تھا۔

''بھابھی آج دوپہر میں کیا پکے گا۔'' فارحہ نے تزئین بھابھی سے پوچھا وہ دھلے برتن ریک میں لگا رہی تھی۔

''آج ایسا کرو سبرینہ سے پوچھ لو۔''

''بھابھی ایک بات آپ نے نوٹ کی سبرینہ اور شہزیل بھائی دونوں ایک دوسرے کو مخاطب تک نہیں کرتے ہیں۔'' وہ سرگوشی میں گویا ہوئی تاکہ حمنیٰ نہ سن سکے۔

''ہوں نوٹ تو کیا ہے ہو سکتا ہے سبرینہ جھجک کی وجہ سے نہ کرتی ہو۔''

اتنے میں چچی جان کچن میں آ گئی تھیں تینوں ہی پھر اپنے کاموں میں لگ گئیں سبرینہ سے ابھی کچن وغیرہ کا کوئی کام نہیں کروایا جا رہا تھا مگر پھر بھی وہ کچھ نا کچھ کر ہی لیتی تھی۔

رات کو جب شہزیل کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کے روم میں آیا تو دیکھا وہ بیڈ کور کی

لگ رہا تھا کہ صدیوں ہو گئے ہیں بابا سے ملے ہوئے ایک ہفتے تک تو اس نے خبر ہی نہ لی تھی۔

''تم کل آفس سے جانے کے بعد کہاں گئے تھے۔'' ابو نے آج پھر اسے کڑے تیوروں سے گھورا تھا وہ ڈنر کے بعد لاؤنج میں ہی کاؤچ پر دراز ہو گیا تھا مگر ان کے مخاطب کرنے پر وہ چونک گیا۔

''وہ میں ندیم کی طرف نکل گیا تھا۔'' نگاہ چرائی۔

''پتہ ہے تمہیں کل جنید کی فلائیٹ تھی وہ امریکہ جا رہے تھے تم ائرپورٹ تک نہیں گئے۔'' وہ اس کی لاپرواہی پر ٹوکنے لگے۔

''ابو میں بھول گیا تھا اگر یاد رہتا تو ضرور جاتا۔'' وہ بھی کھسیا گیا ایک تو جب سے شادی ہوئی تھی کوئی خوشی نہ ملی تھی سوائے بے رخی اور بےزاری کے۔

''سبرینہ نے کتنا انتظار کیا تھا۔''

''کیا تھا تو میں کیا کروں میں اس کا غلام نہیں ہوں جو کہے گی میں مان لوں گا۔'' سبرینہ کا نام سن کے تو مرچیں ہی لگ گئیں سارے ہی گھر کے افراد شہزیل کی گمبھیر اور گرجدار آواز پر چلے آئے تھے سبرینہ بھی شام کو ہی ذکیہ خاتون کے ساتھ آ گئی تھی گھر میں تو کوئی تھا نہیں پھر رک کر کرتی بھی کیا۔

''شہزیل یہ مت بھولو وہ تمہاری بیوی ہے۔''

''بیوی ہے تو اس سے کہیں بیوی بنے اگر اس نے مزید میرے خلاف کسی کو بھڑکایا تو اچھا نہ ہو گا۔'' یہ گہرا طنز سبرینہ کو ہی سنانے کو تھا جو شرمندگی اور تضحیک سے سر جھکائے لب کچلنے لگی ایسے ہی تو اس شوخ سے بندے کی ہنسی چھینی تھی جو تھا زندہ دل طبیعت کا اب تو کاٹ کھانے کو دوڑنے لگا تھا۔

''وہ کیوں بھڑکاتی میں کیا سب دیکھتا نہیں ہوں۔'' ابو کو اس کا گرجنا برسنا کوفت میں ہی مبتلا کرنے لگا وہ تو تایا ابو آگے بڑھے اور انہیں اشارے سے منع کیا شہزیل تیز تیز قدموں سے لاؤنج سے نکل کے کوریڈور کراس کیا اور اوپر زینہ طے کر گیا سب ہی خاموش سے ہو گئے۔

گھر کا ماحول ایک دم ہی بوجھل سا ہو گیا سبرینہ کی تو نگاہ ہی نہیں اٹھ رہی تھی خود کو مجرم بھی سمجھ رہی تھی۔

''میں تو یہ سوچ کے حیران ہوں کہ شہزیل تو اتنا ہنستا مسکراتا تھا ایک دم ہی اس کی ساری شوخی ہی کہیں چلی گئی۔'' اسعد بھائی کو اچنبھا بھی ہو رہا تھا کیونکہ وہ آفس میں بھی سارا وقت اپنے کام میں ہی مصروف رہتا تھا گھر میں بھی رات گئے گھستا تھا۔

''میں نے کہا تھا مت اپنی چلائیں ابھی پڑھائی سے فارغ ہوا ہے کہاں شادی میں پھنسا رہے ہیں۔'' بیگم ذکیہ کو اپنے بیٹے کی حالت پر ہی جیسے رحم اور افسوس ہی ہو رہا تھا ہر وقت گھر میں محفل جمائے رکھتا تھا اور وہ سب جیسے وہ بھول ہی گیا تھا۔

''ذکیہ تم اپنا دل خراب نہ کرو شہزیل لگتا ہے کسی پریشانی میں مبتلا ہے جو وہ ہم سے شیئر نہیں کر رہا ہے۔'' تایا ابو نے ہی انہیں تسلی دی۔

''ارے اسے کیا پریشانی ہو گی سب کو پریشان کر کے رکھا ہوا ہے۔'' ابو تو جیسے ماننے کو ہی تیار نہ تھے، سبرینہ سے بھی کھڑا ہونا محال ہوا تو وہ لاؤنج سے نکل گئی مگر تزئین بھابھی اور فارحہ نے نگاہوں سے سب دیکھا وہ کیسی شرمندہ سی لگ رہی تھی۔

اس دن وہ کچن میں ہی آ گئی کہ آج کا لنچ وہ تیار کرے گی گھر میں اس نے خود کو کافی ایڈجسٹ کر لیا تھا پڑھائی سے دل ہی اچاٹ ہو گیا تو اس نے سب کو ہی کہہ دیا کہ وہ پریکٹیکل لائف میں آ گئی ہے اب وہ پڑھنا نہیں چاہتی اپنا انداز اس نے سب سے اچھا کر لیا تھا تاکہ کوئی بھی اسے مشکوک نگاہوں سے نہ دیکھے کل تک جو شہزیل سے چڑتی تھی صرف دو بول بندھ جانے کے بعد سے ساری تیزی طراری سب نکل گئی تھی وہ اس پر نہ چاہتے ہوئے بھی توجہ دینے لگی تھی مگر شہزیل اول روز کی طرح اس سے سخت بدظن تھا، سب کے سامنے ہی اسے جھڑک بھی دیتا تھا۔

''بھابھی روٹیاں بھی میں پکا لونگی۔'' اس نے فریج سے آٹا نکالا جو صبح ہی گوندھ کے وہ رکھ چکی تھی۔

''روٹیاں میں اور تم پکا لیں گے تم پہلے ذرا مجھے بتاؤ کہ بات کیا ہے جو اتنا کچھ تم نے پکایا ہے۔'' تزئین بھابھی معنی خیزی سے پوچھنے لگیں۔

''کہتے ہیں میاں کے دل پر راج کرنا ہے تو پہلے اس کے معدے میں اترو۔'' مسکراتے ہوئے بڑے فریش انداز میں بولی بڑا سا کچن میں اوون اور اطراف میں بڑا سا ماربل کا کاؤنٹر وہ آٹا رکھ کر پیڑے بنانے لگی۔

''شہزیل کو ویسے پسند کیا ہے یہ بتاؤ۔'' وہ اس کا امتحان لینے لگیں۔

''یہ تو مجھے نہیں پتہ لیکن سوچا کہ پہلے یہ قورمہ پکایا جائے امی کے منہ سے سنا تھا وہ ذرا شوق سے کھاتے ہیں۔''

''اوہو یعنی ساس صاحبہ کی باتیں بھی میاں سے متعلق غور سے سنتی ہو۔'' انہوں نے شرارت سے آنکھیں گھمائیں سبرینہ جھینپ گئی۔

جب تک سبرینہ نے روٹیاں پکائیں بھابھی اس کی مدد کرواتی رہیں اتنے میں بچے ربیط اور منتہیٰ اسکول سے آ گئے انہیں کھانا کھلایا باقی کے افراد نے بعد میں کھایا شہزیل کو آج لنچ میں آنا تھا اس لئے سبرینہ نے خود ہی پکانے کا سوچا تھا، شہزیل نے کھانے کے بعد بھی تعریفی کلمات پھر بھی ادا نہ کئے حالانکہ فارحہ ثمن اور ثمنیٰ باز بار کہہ بھی رہی تھیں۔

''بھائی کم از کم بھابھی کی تعریف تو کر دیں کھانا انہوں نے اچھا پکایا ہے۔'' ثمن کو جیسے سبرینہ کی اتری صورت پر ترس ہی آیا وہ ڈائننگ ٹیبل کی چیئر کھسکا کے اٹھا سبرینہ خفیف سی پیچھے ہو گئی۔

''اس سے پہلے ہمارے گھر کیا کھانا خراب پکتا تھا۔'' سلگتا ہوا طنز کا تیر مار کے وہ اس کے سائیڈ سے نکلا سبرینہ نے حسرت بھری نگاہ اس کی پشت پر ڈالی وہ بھی بے دلی سے کھا کے اٹھ گئی پورا کچن اس نے صاف کروایا پھر تھکی تھکی کمرے میں آ گئی وہ ٹی وی سے شغف فرما رہا تھا۔

''شام میں تیار ہو جانا ندیم نے ڈنر پر بلایا ہے۔'' اس کی جانب دیکھے بغیر حکم ہی دیا وہ جو تھکن محسوس کر کے بڑے صوفے پر کشنز لگا کے نیم دراز ہی ہوئی تھی۔

''جی اچھا۔'' بس اتنا ہی بولی۔

''اونہہ کیسی محترمہ کی اکڑ نکل گئی دیکھنا سبرینہ نہ میں نے تمہیں جھکایا ہوا میں نے تم سے سچی اور پاکیزہ محبت کی ہے تم میرے جذبات کا یوں مذاق نہیں اڑا سکتی ہو۔'' ذہن تو ٹی وی اسکرین پر تھا ہی نہیں بلکہ کہیں اور ہی سوچ رہا تھا۔

''وہاں ندیم کے سامنے اپنا موڈ ٹھیک رکھنا سمجھیں۔'' ساتھ ہی ایک اور ہدایت دی سبرینہ کو غصہ تو آیا مگر گرم گھونٹ اندر اتار کے رہ گئی دونوں کی نگاہوں کا تصادم ہوا تو وہ جزبز سی ہو گئی۔

شام میں وہ اپنے سارے کپڑے پھیلا کے بیٹھی تھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کون سے کپڑوں کا انتخاب کرے اسی وقت شہزیل کی انٹری ہوئی تو وہ

خفیف سی ہوگئی نہانے کے بعد دراز سلکی بال پشت پر پھیلے تھے لیمن کلر کے کاٹن کا ایمبرائیڈری کا سوٹ پہنا تھا اس میں اس کی کلیوں جیسی رنگت اور دمک رہی تھی، بیڈ پر شہزیل نے طائرانہ نگاہ ڈالی سبرینہ کے وجود میں حرکت ہوئی سارے کپڑے اٹھا کے وارڈ روب میں الٹے سیدھے ٹھونسنے لگی۔

''کس طریقے سے کپڑوں کو رکھ رہی ہو۔''

اسے برداشت ہی نہ ہوا تو ٹوکے بنا بھی نہ رہ سکا، سبرینہ پشت پھیرے ہی کھڑی رہی۔

''میں نے تمہیں کہا تھا شام میں تیار رہنا پھر ابھی تک ہوئی کیوں نہیں۔'' الٹا برسنے بھی لگا۔

''جی وہ میں کپڑوں کا سمجھ نہیں آ رہا تھا۔''

بے ربط سے جملے ہی منہ سے نکلے نگاہ جھکی ہوئی تھی بالوں کی لٹیں رخساروں کو چومنے لگیں شہزیل نے گہری اور استحقانہ نگاہوں سے بغور اس کا جائزہ ہی لیا فطری جذبات اسے اکساتے رہتے مگر وہ خود پر کنٹرول کمال کا رکھ رہا تھا رات کی تنہائی میں وہ چند گز کے فاصلے پر ہی ہوتی مگر وہ بس انا کے گھوڑے کی لگامیں پکڑے ہوئے رہتا۔

''ندیم کی آج منگنی ہے کوئی بھی اس مناسبت سے سوٹ پہن لو۔'' وہ اس کے قریب سے گزر کے وارڈ روب تک آیا دونوں کے شانے مس ہوئے سبرینہ جھجک کے پیچھے ہی ہونے لگی مگر جگہ کم ہونے کی وجہ سے رک گئی۔

''یہ پہن لو۔'' مسٹرڈ شیفون کا جارجٹ کا ایمبرائیڈری والا سوٹ اس کے آگے لہرایا اور پھر اس کے عقب سے ہی نکل گیا سبرینہ نے رکا ہوا سانس بحال کیا کپڑوں کی مشکل بھی آسان ہوئی جلدی جلدی وہ تیار ہونے لگی آج تو دل کھول کر بننے سنورنے کو دل چاہ رہا تھا شائد دل میں کہیں

سوفٹ کارنر تھا جو وہ نامحسوس طریقے سے شہزیل کے قریب ہوتی جا رہی تھی لیکن شہزیل تو سرد مہر بنا ہوا تھا، تیار ہونے کے بعد ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں اپنا تنقیدی جائزہ لیا کہ شاید شہزیل کو وہ متاثر ہی کر جائے شہزیل بھی بلیک ٹو پیس سوٹ میں خاصا ڈیسنٹ لگ رہا تھا کن انکھیوں سے سبرینہ اسے اپنے مقابل کھڑے دیکھ کر نروس ہی ہونے لگی مگر وہ جیسے اس کی موجودگی فراموش کئے ہوئے تھے پرفیوم کا اسپرے کیا اور مڑ گیا ایک نگاہ غلط تک اس نے نہ ڈالی، پورے راستے اس نے کوئی بات نہ کی، پورے فنکشن میں وہ جھجکتی ہی رہی کمبائن منگنی کا فنکشن تھا اس لئے سارا ارینجمنٹ ایک شادی لان میں کیا گیا تھا، کب سے وہ اکتاہٹ محسوس کر رہی تھی کہ وہ جھٹکے سے اٹھی سامنے نگاہ اسٹیج پر گئی شہزیل کو کسی لڑکی سے مسکرا کے باتیں کرتے دیکھا اندر ایک جلن کا احساس ہوا وہ اس پر تو کوئی توجہ دے ہی نہیں رہا تھا اور وہاں سب سے خوش گپیوں میں مشغول تھا واپسی تک موڈ اس کا اور ہی خراب ہو گیا شہزیل البتہ خاصا شوخ لگ رہا تھا، جلتی کڑھتی چینج کر کے وہ تکیہ اٹھا کے صوفے پر دراز ہوگئی۔

''تم ندیم کو مبارک باد تو دے دیتیں۔''

''آپ نے دے تھی۔'' تپ کے گویا ہوگئی کروٹ ہی صوفے کی پشت کی جانب کرلی شہزیل کو اس کا جلنا کڑھنا دل کو سکون ہی بخش رہا تھا، صبح وہ دیر تک پڑا سوتا رہا جبکہ سبرینہ کو تو حیرانگی تھی کہ وہ اور ابھی تک سو رہا تھا ورنہ دس بجے تک آفس کے لئے نکل جاتا تھا، وہ سارے کاموں سے فارغ ہو کے کمرے میں پھر چلی آئی۔

''آپ کو ابو بلا رہے ہیں۔'' اس نے سرہانے کھڑے ہو کے تیز آواز میں کہا شہزیل جو تھوڑا بیدار بھی ہو چکا تھا تیکھے چتون اٹھا کے اسے دیکھا گلابی کاٹن کے پرنٹڈ کپڑوں میں بالوں کو

کیچر میں مقید کئے گھریلو سے حلیے میں تھی لگی۔

''تم نے مجھے اٹھایا کیوں نہیں۔'' وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھا سبرینہ نے چادر اس کے پہلو سے ہٹا کے بیڈ پر ڈالی اور خود سائیڈ پر ہوگئی مگر شہزیل اور اس کا تصادم پھر بھی ہو گیا وہ جز بز سی اس کا شانے پر ہاتھ رکھ کے پیچھے ہوئی مگر اسی وقت شہزیل نے اس کے کمر میں بازو حمائل کیے سبرینہ کی ریڈھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑ گئی نگاہ جھکا گئی مگر وہ گہری اور دلچسپ نظروں سے اس کا نازک سراپا دیکھے گیا۔

''شام میں تیار رہنا رمضان آنے والے ہیں میں تمہاری عید کی شاپنگ پہلے ہی کروا دوں گا۔'' مخمور لہجے میں بولتے ہوئے گرفت ڈھیلی کی سبرینہ تو مارے حیا کے اس سے نگاہ بھی ملا نہیں پا رہی تھی۔

''ابھی میرے پاس کافی سارے کپڑے ہیں۔''

''تم آخر ہر بار مجھے ڈی گریڈ کرنے کے چکر میں کیوں رہتی ہو یہ خوش فہمی دماغ سے نکال دو کہ میں تمہارا خیال کر رہا ہوں، بلکہ میں صرف اپنا فرض پورا کر رہا ہوں۔'' ایک دم ہی بھنا گیا سبرینہ تو ہکا بکا سی اس کی غضبناک صورت دیکھے گئی جو پل میں تولہ پل میں ماشہ تھا۔

''جاؤ میرے کپڑے ریڈی کرو اور ابو سے کہنا میں آ رہا ہوں۔'' دوسرا حکم دے کے واش روم میں ہی گھس گیا اور تو سکتے کی کیفیت میں کھڑی اس کے لہجے پر غور ہی کرتی رہ گئی، اپنی تضحیک اور اہانت پر دل خون کے آنسو ہی رونے لگا چپ کی مہر لگائے اس کے سارے کام کرتی گئی کسی سے شکوہ بھی کرتی تو کیوں بابا بھی اتنی دور تھے کہ ان کو بتا کے مزید پریشانیاں نہیں پیدا کرنا چاہتی تھی اس نے ہی تو اپنی سخت طبیعت کی وجہ سے شہزیل جیسے زندہ دل شخص کو ایسا بنا دیا تھا۔

پڑھائی وغیرہ تو اس نے چھوڑ ہی دی تھی دوستوں سے بھی کوئی تعلق نہ رکھا تھا بس خود کو گھر میں مصروف کر لیا تھا ہر کام بڑی دلچسپی سے کرتی تھی سارے ہی اس کا خیال کرتے تھے مگر شہزیل کا رویہ اسے برداشت نہ تھا، رمضان شریف بھی اس بار لگتا تھا جلد آ گئے ہیں ان میں مصروف ہو کے وہ کچھ اپنا درد بھول چکی تھی۔

''سبرینہ بیٹا کچھ تو اپنا خیال رکھا کرو۔''

شاہدہ بیگم کو بھتیجی کی ایسی حالت اکثر تشویش میں مبتلا بھی کر دیتی تھی وہ عشاء کی نماز اور تراویح سے فارغ ہو کے لاؤنج میں آ کے بیٹھ گئی تھی۔

''پھپھو کیا بات ہے آپ یہ کیوں کہہ رہی ہیں۔'' وہ حیران بھی ہوئی۔

''دیکھو کھانے پینے پر توجہ دو روز سے بھی رکھ رہی ہو لیکن یہ کیا کہ تم کھانا نہیں کھاتی ہو۔''

''وہ مجھ سے نہیں کھایا جاتا۔'' وہ منمنا کے گویا ہوئی۔

''اگر کچھ ایسی ویسی طبیعت ہے تو ڈاکٹر کے پاس چلو۔'' لہجہ ان کا فکر مند تھا۔

''ارے نہیں پھپھو۔'' وہ ان کا مطلب سمجھ کے جھینپ ہی گئی۔

''مجھے نہیں پتہ آنے دو شہزیل اس کی تو میں خبر لوں گی ذرا خیال نہیں اسے۔''

''پھپھو...... پھپھو ایسی بات نہیں ہے۔'' وہ تو گھبرا گئی۔

اتنے میں تزئین بھابھی اور فارحہ بھی آ گئیں وہ کچھ جھینپ کے چپ ہوگئی مگر دونوں سمجھ گئی تھیں کوئی خاص بات ہی ہو رہی تھی۔

''تزئین کل ذرا تم سبرینہ کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا۔''

''پھپھو آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہیں۔'' وہ تو شرم کے مارے آگے کچھ بول ہی

نہیں پا رہی تھی مگر تزئین اور فارحہ جیسے سمجھ گئی ہوں معنی خیزی سے مسکرانے بھی لگیں شہزیل اور سمید بھی ساتھ ہی اندر آئے تھے ان خواتین کو یوں خاموش دیکھا تو اچنبھا شہزیل کو ہی ہوا۔

''آپ سب اور خاموش حیرت ہے۔'' وہ کاؤچ پر ہی دراز ہو گیا، سبرینہ سائیڈ پر سنگل صوفے پر بیٹھی تھی۔

''ہاں تمہاری برائیاں کر کے خاموش ہوئے ہیں۔'' تزئین بھابھی نے شوخ لہجے میں کہا وہ مسکرانے لگا۔

''برائیاں آپ تو کم از کم نہیں کر سکتی ہیں۔'' وہ طنز سبرینہ پر ہی کر رہا تھا وہ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا کے رہ گئی۔

''شہزیل اگر فرصت ہو تو سبرینہ کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا۔'' تائی امی نے اچانک ہی کہا وہ گڑبڑا گیا جبکہ سبرینہ تو حیا سے مزید گڑ گئی۔

''خیریت۔'' وہ سنجیدہ ہی ہو گیا۔

جبکہ سبرینہ تیزی سے وہاں سے ہی ہٹ گئی۔

''میری بھتیجی کا تم نے خیال نہیں رکھا ہوا ہے۔''

''تائی امی خدا کو مانیئے میں ایسا کیا کرتا ہوں کہ وہ میری شکایتیں کر کے چلی گئی۔'' الٹا اسے غصہ ہی آ گیا سمید نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تا کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے۔

''اس نے کچھ نہیں کہا ہے میں نے اسے کئی دن سے نوٹ کیا ہے وہ کھانے پر توجہ نہیں دے رہی ہے۔''

''یہ اچھا مجھ پر الزام لگایا جا رہا ہے کہ میری وجہ سے۔'' وہ برا مان گیا۔

''شہزیل تم امی کی بات کا غلط مطلب لے رہے ہو۔'' تزئین بھابھی نے جھٹ مداخلت کی کیونکہ وہ ایک دم ہائپر ہی ہو گیا تھا۔

''مطلب تو میں خوب سمجھ رہا ہوں۔'' وہ ایک دم ہی اٹھا۔

''شہزیل میں نے تم سے جو کہا ہے وہ کرنا ہے۔'' وہ حکم صادر کر کے چلی گئیں وہ سبرینہ پر تاؤ کھانے لگا کہ اس نے ہی کچھ کہا ہو گا۔

ڈاکٹر کے پاس کیا لے کر جانا تھا اس نے تو پھر سبرینہ کو مخاطب کرنا ہی چھوڑ دیا پورے رمضان اور عید سبرینہ کی شہزیل کی ناراضگی کے نظر ہو گئی اور وہ اندر ہی اندر ڈری ہی رہتی تھی، بابا کا دو ایک بار فون آیا تو وہ ان کے آگے بھی رو دی تھی جو شہزیل سے مخفی نہ رہ سکا۔

''یہ آنسو کس لئے نکل رہے تھے۔'' لہجہ درشت اور کافی سخت بھی تھا سبرینہ تو لرز کے ہی رہ گئی۔

''آخر تم اپنے اس رویے سے کیا ثابت کرنا چاہتی ہو کہ۔'' وہ الٹا اسے ہی الزام دے رہا تھا اور وہ دم سادھے اس شخص کی سخت باتوں کو برداشت کر رہی تھی جب اس نے خود سے بدظن کیا ہے تو یہ سب جھیلنا بھی اسے ہی تھا۔

''وہ میں تو بابا سے بات کر رہی تھی۔'' نگاہ چرائی اور سیدھی اپنے بیڈ روم کی راہ لی تا کہ ان دونوں کی تلخ کلامی گھر کا کوئی اور فرد نہ سن لے وہ بھی بھناتا ہوا اندر آیا زور سے دروازہ بند کیا وہ اچھل ہی گئی۔

''اگر تمہیں اپنے بابا کے پاس جانا ہے تو پہنچا سکتا ہوں۔'' وہ طنز میں ڈوبا تیر پھینکا جو سبرینہ کو اور ہی گھائل کر گیا اگر وہ اپنے بابا سے بات کرتے ہوئے رو دی تو اسے کیا ہو رہا تھا وہ کیوں اپنی جان جلا رہا تھا۔

''شکریہ مجھے نہیں جانا۔'' بیڈ سے اس کی بکھری چیزیں قمیضیں جو آفس سے آنے کے بعد یہیں پر چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔

''پھر روتی کیوں ہو۔''

''رونے پر کیا پابندی ہے۔'' وہ تو تلملا ہی گئی اسے اچھی طرح سنا بھی سکتی تھی لیکن اب شہزیل کے سنجیدہ چہرے سے ڈر ہی اتنا لگنے لگا تھا کہ آگے سے بحث بھی نہیں کرتی۔

''میں تو تمہاری آتی جاتی سانسوں پر بھی پابندی لگا سکتا ہوں۔'' وہ چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا اور اسے بازوؤں سے پکڑ لیا وہ سہم سی گئی دل دھڑ دھڑ کرنے لگا کتنے قریب وہ آ گیا تھا جانے کے تمام راستے ہی مسدود کر دیئے۔

''میں تمہارا مجازی خدا ہوں۔'' وہ بانہوں میں بھر چکا تھا سبرینہ کا لگتا تھا دم ہی نکل جائے گا وہ مذاحمت بھی نہ کر پائی اس کی وارفتگی پر وہ متوحش زدہ سی پگھل رہی تھی شہزیل آج سب کچھ فراموش کر چکا تھا کمرے کا خوابناک ماحول بھی خود سے بے گانہ کر گیا صبح اس کی آنکھ کھلی تو وہ بھناتی ہوئی اس کے وجود سے نخوت زدہ انداز میں دور ہوئی شہزیل پر گزرے ہوئے خوش کن لمحوں کا ہی سرور تھا جو بے خبر سو رہا تھا۔

''نکلے نا شہزیل احمد تم بھی نفس کے غلام ارے اگر مجھے جیتنا تھا تو پہلے مجھے اپنی محبت کا تو یقین دیتے تم کتنے فیئر ہو۔'' وہ فریش ہو کے کمرے سے نکل گئی تھی ناشتہ کو دل نہیں چاہ رہا تھا باہر آ کر بلاوجہ رونا شروع ہو گی امی تو پریشان ہی ہو گئیں۔

''سبرینہ میری بچی کیا ہوا؟'' وہ دھواں دھار رو رہی تھی ان سے کیسے کہے کہ ان کے بیٹے نے اس کی پرواہ تک نہ کی اور اپنا فتح کا جھنڈا لہرا دیا کیسے کہے وہ سب بڑی مشکل سے انہوں نے چپ کرایا تھوڑی دیر میں وہ اسے لے کے کمرے میں چلی گئیں شہزیل سے استفسار کیا جو لب بھینچ کے کچھ بجل سا ہی ہو رہا تھا وہ خود حیران تھا کہ وہ کب اور کیوں یہ سب کر گیا، سبرینہ تو اس کی جانب دیکھنا تک گوارا نہیں کر رہی تھی غصہ ہی بہت آ رہا تھا۔

سبرینہ کا کہیں دل نہیں لگ رہا تھا شہزیل سے تو وہ بات ہی نہیں کر رہی تھی اور اسے بھی لگتا تھا کوئی پرواہ ہی نہیں تھی اسے اپنا استحقاق دکھانے میں اب تو کوئی جھجک اور عار محسوس ہی نہ ہوتی تھی۔

''یار شہزیل تم سے تو بات کرنے کو ترس گیا ہوں۔'' سمید نے شکوہ کیا۔

''شہزیل بھائی تو اب گھر میں ٹکتے ہی کم ہیں۔'' فارحہ ان دونوں کے لئے زبردست چائے بنا کے لائی تھی جو فرمائش شہزیل کی تھی۔

''تمہیں خبر ہی ہے ابو نے بزنس کی ساری ہی ذمہ داری مجھ پر ڈال دی ہے ورنہ اسعد بھائی سنبھالے ہوئے تھے انہیں آؤٹ ڈور کا کام دے دیا ہے۔'' اس نے خاصے بے زار اور اکتائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی سینٹرل ٹیبل پر رکھی ٹرے سے چائے کا کپ اٹھا لیا۔

''پہلے تم کتنے شوخ ہوتے تھے شادی کے بعد تو لگتا ہے کہ سب کچھ بھول گئے ہو۔'' سمید نے چائے کا سپ بھرا اور وہ پھیکی سی ہنسی ہنسے بعد اسے دیکھنے لگا۔

''سب ہی کو اعتراض تھا کہ میں سنجیدہ کبھی نہیں ہو سکتا ہوں۔''

''یار اتنا بھی سنجیدہ ہونے کو نہیں کہ کہ تم اپنی شادی شدہ لائف کو بھی انجوائے نہ کرو۔''

''یہ تم مجھ پر اعتراض کر رہے ہو یا مجھے احساس دلا رہے ہو۔''

''میں تمہیں سنجیدگی کے لبادے سے نکالنا چاہ رہا ہوں کیا تھا کچھ دنوں کے لئے سبرینہ کو ساتھ لے کے باہر چلے جاتے تمہارا ہنی مون بھی ہو جاتا۔'' سمید نے چائے ختم کرنے کے بعد

کپ اشارے سے فارحہ کو دیا۔
"ہنی مون۔" لب مبہم سے مسکرائے۔
"یار ضروری ہے ہنی مون دوسری جگہ جاتے ہی منایا جائے یہاں اپنے گھر میں بھی منایا جا سکتا ہے۔" انداز ایک دم شوخ اور معنی خیز ہو گیا کیونکہ سبرینہ کو تو وہ فتح ہی کر چکا تھا بس کچھ دل کی بھڑاس نکالنی تھی جو اسے نہ جانے کیوں لا ابالی سمجھتی تھی یہی بات اسے مشتعل کرنے کو کافی تھی۔
"تم کچھ زیادہ ہی قناعت پسند بھی ہو گئے ہو۔" سمید کو تو حیرانگی تھی، جو ہر وقت ہوٹلنگ اور گھومنا پھرنے کا شائق تھا اچانک اس میں تبدیلی متحیر کر دیتی تھی۔
"تھینک یو۔" وہ پھر اٹھ گیا پورا دن تھکاوٹ ہی بہت ہوئی تھی اب بس دل کر رہا تھا کہ بیڈ پر آرام سے لیٹ جائے جس وقت کمرے میں آیا وہ وارڈ روب سے کچھ نکال کے اسے لاک کر رہی تھی شہزیل کو دیکھ کر نگاہ ہی ہٹالی دونوں میں بات ہی کب ہوتی تھی مگر شہزیل کو اس کی بھی پرواہ نہ تھی۔
"آج میں جلدی آ گیا ہوں مہربانی کر کے رات میں کمرے میں جلدی آ جانا۔" انداز سپاٹ تھا مگر لہجہ میں تحکم پنہاں تھا۔
بری طرح دانت پیسنے لگی اس کے سائیڈ سے نکلنے لگی مگر درمیان میں وہ کھڑا تھا اور اس کے وجود سے سحر انگیز خوشبو نتھنوں سے ٹکرائی تو وہ لب بھینچ کے رہ گئی۔

شہزیل کے سلوک سے اتنی دل برداشتہ ہوئی کہ اس نے اچانک ہی جانے کی بھی ٹھان لی جب اسے پرواہ نہیں تو وہ کیوں بھرم والی زندگی گزارے اگر وہ جھکنے کو تیار نہیں ہے تو وہ کیوں جھکے۔

"سبرینہ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔"
"سوری امی میں آپ کو دکھ دینا نہیں چاہتی تھی مگر اب بہت ہو گیا کیونکہ میں ایسی دوہری زندگی نہیں گزار سکتی۔" روتی ہوئی وہ گویا ہوئی پنک ململ کے سے کپڑوں میں اس کا حسن تک سوگوار ہو گیا تھا ذکیہ بیگم اور شاہدہ متفکر زدہ سی ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں۔
"سبرینہ! جنید کو تم پریشان کرو گی۔"
"پھپھو وہ جو پریشان کر رہے ہیں بس مجھے بابا کے پاس جانا ہے۔" وہ کسی طور رکنے پر راضی نہیں تھی شہزیل کی عقل ٹھکانے لگانے کو وہ یہ قدم بھی اٹھانا چاہ رہی تھی۔
"سبرینہ بیٹی تم اس کے وقتی غصے سے کر رہی ہو۔"
"امی یہ وقتی غصہ ہوتا ہے بتایئے مجھے ہر وقت طنز اور نہ جانے کیا آپ کو میں کیا بتاؤں۔" آگے تو وہ شرم سے بول بھی نہیں پائی۔
"تم کہیں نہیں جا رہی ہو میں شہزیل کی خبر لیتی ہوں وہ کیوں تم سے ایسا سلوک روا رکھا ہوا ہے۔" ایک دم ہی وہ غصہ میں کھڑی ہو گئیں۔
شاہدہ تو بھتیجی کی حالت دیکھ کر وہ فکر مند ہو گئیں اکلوتے بھائی کی اکلوتی اولاد جسے ناز و نعم سے پالا اگر اسے خبر ہو گی تو کیا ہو گا۔
"شہزیل مجھے تم سے بات کرنی ہے آؤ ذرا باہر۔" ذکیہ بیگم نے اسے لیٹے دیکھا تو جارحانہ انداز میں ہی پکارا۔
وہ حیرانگی سے امی کو کمرے میں وہ بھی رات کے وقت دیکھ کر سوچ میں پڑ گیا اس نے تو سبرینہ کو کہا تھا کہ وہ کمرے میں جلدی آ جائے۔
"خیریت تو ہے۔" ایک جست میں اٹھ بیٹھا۔
"خاک خیریت ہو گی کیا تم نے سبرینہ کو پریشان کر رکھا ہے۔" وہ پھر وہیں شروع ہو گئیں

اور شہزیل تو گڑ بڑا ہی گیا۔
"کیا مطلب ہے امی۔"
"وہ یہاں سے جانا چاہ رہی ہے اپنے باپ کے پاس کیا کہا ہے تم نے۔" وہ تیز لہجے میں استفسار کرنے لگیں۔
"میں کیا بھلا کہہ سکتا ہوں۔" نگاہ چرانے لگا کیونکہ اسے ایسا لگا کہ سبرینہ نے انہیں اس کے سلوک کی روداد سنا دی ہے۔
"دیکھو شہزیل وہ لڑکی تمہاری بیوی ہے تمہاری مرضی سے تمہاری زندگی میں شامل ہوئی ہے اگر اب تم اسے فضول کے طعنے تشنے دو گے تو زندگی خراب ہو جائے گی۔"
"اگر اسے عقل نہیں ہے تو تم عقل سے کام لو۔" وہ اسے سخت سست سنانے لگیں شہزیل لب بھینچ کے رہ گیا کیونکہ امی سے بحث کرنے سے سوائے ڈانٹ کے کچھ حاصل نہ تھا۔
"جو بھی ناراضگی ہے دور کر لو کیونکہ وہ بہت رو رہی ہے۔" امی سمجھانے کے بعد اس کا شانہ تھپتھپاتی ہوئی چلی گئیں، شہزیل نے تلملا کے دانت کیونکہ سبرینہ نے ساری باتیں جو انہیں بتا دی تھیں مگر غصہ پوری رات کم نہ ہوا نہ ہی وہ اندر آئی۔

اس دن وہ تھکا ہارا گھر آیا اور آتے ہی لاؤنج میں صوفے پر ہی ڈھے گیا ثمن نے دیکھا تو وہ دوڑتی ہوئی آئی۔
"بھائی کیا بات ہے بڑے تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔" اس نے مسکرا کے اپنے بھائی کو دیکھا جو آنکھیں بند کئے ہوئے تھا۔
"آں ہاں کچھ ایسا ہی ہے۔" ثمن کے رخسار پر ہلکی سی چپکی دی۔
"بھائی بھابھی امریکہ جا رہی ہیں ابو سے بھی انہوں نے بات کر لی ہے۔"

"کب کی؟" وہ چونک گیا کیونکہ کل کے بعد سے تو وہ اس کے سامنے ہی نہ آئی تھی صبح ناشتہ تک اس نے نہ دیا تھا امی ہی اسے سرو کرتی رہی تھیں۔
"آج صبح ہی ابو سے کہہ رہی تھیں۔"
"اچھا۔" وہ زیر لب بولتا کھڑا ہو گیا جبکہ کچھ متفکر بھی ہو گیا کہ ابو کی عدالت میں اس نے اپنا کیس رکھ دیا ہے اور ابو تو جوابی باز پرس اس سے کریں گے وہ پریشان ہو گیا بھناتا ہوا وہ سبرینہ کو ڈھونڈنے لگا جو نہ بیڈ روم میں ملی اور نہ کچن میں تذبذب میں مبتلا کچن سے نکلا وہ سمید اور فارحہ کے کمرے سے نکلتی دکھائی دی۔
"کہاں تھیں تم صبح سے۔"
"اندر چلو تم نے کیا تماشا لگا رکھا ہے۔" کمرے میں لا کر بیڈ پر دھکیلا اور ٹک لگا کے دروازہ بند کیا شہزیل غصہ کی وجہ سے لال انگارہ ہی ہو رہا تھا۔
"ایسا کیا میں نے تم پر ظلم توڑ دیا کہ تم مجھ سے جان چھڑا کے یہاں سے جانا چاہتی ہو۔" وہ دھاڑا سبرینہ نے خوف سے لب بھینچ لئے اور آنکھیں بند کر لیں۔
"کان کھول کر سن لو تم کہیں بھی نہیں جا رہی ہو۔"
"کیوں نہیں جا رہی مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ۔" وہ بھی تنک گئی سیدھی ہو کے کھڑی ہوئی بلیو لان کے سوٹ میں سادہ سے سراپے میں ہمیشہ وہ اس کے دل میں ہی اترتی لگی تھی۔
"اس لئے یہاں سے جانے کے لئے تمہیں میری چند شرائط ماننی ہوں گی۔" یکدم ہی شہزیل نے ایک گیم کھیلنے کا سوچا کیونکہ اب اسے اسی طرح ہی قابو کیا جا سکتا تھا۔
"شرائط۔" اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا کیونکہ شہزیل اس لمحے خاصا سنجیدہ بھی لگ رہا تھا

اس کی سحر انگیز آنکھوں میں کچھ اور ہی نظر آ رہا تھا وہ خجل سی ہو گئی شہزیل نے دو قدم بڑھا کے فاصلہ تمام کیا وہ بدک کے پیچھے ہو گئی۔

''اگر شرائط منظور ہیں تو تم جا سکتی ہو امریکہ۔''

''مجھے آپ بلیک میل کر رہے ہیں میں نے ابو سے جانے کی پرمیشن لے لی ہے۔'' اس نے بھی ہٹ دھرمی دکھائی۔

''میری اجازت کے بغیر تم اس ملک سے تو کیا اس کمرے سے بھی نہیں جا سکتی ہو، کیا سمجھتی ہو مجھے کاٹھ کا الو جو تمہارا دل چاہے کا وہ کرو گی پورے گھر کا سکون برباد کر کے جاؤ گی۔'' دانت پیس کے سبرینہ کے نازک موم جیسے بازوؤں پر اپنی آہنی انگلیاں پیوست کر دیں وہ دکھ و کرب سے لب کچل گئی۔

''آخر کس بات کا تمہیں زعم ہے اس شکل پر اتراتی ہو اپنی نسوانیت کا غرور ہے۔'' بازو اس کے چھوڑ کے وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا سبرینہ تو گنگ ہکا بکا سی اس کی صورت دیکھے گئی کیسے شعلوں کی لپٹ نکل رہی تھی اور پھر لہرا کے گر گئی۔

اس کی تو حالت ایسی خراب ہوئی تھی کہ شہزیل سمیت سب ہی افراد پریشان ہو گئے تھے ڈاکٹر سبرینہ کو چیک کر کے جا چکا تھا لیکن جو خوش کن خبر سننے کو ملنے تھی شہزیل تو بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا سوئی ہوئی نرم و نازک سی اپنی متاع جاں کو وارفتگی سے دیکھے گیا۔

''اب ذرا خیال رکھنا اس کا ڈانٹ ڈپٹ بالکل نہیں۔'' امی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونک گیا پھر جز بز ہو کے اپنے بیڈ روم میں موجود تمام ہی نفوس کو دیکھ کر گڑبڑایا بھی تھا۔

''ڈاکٹر نے ہدایتیں بتائی ہیں ذرا اپنے صاحبزادے کے دماغ میں ٹھونسا دیں کہ خیال رکھے اس کا۔'' ابو کی طنز میں ڈوبی آواز نے شہزیل کو خجل کر دیا وہ پہلو بدل کے رہ گیا باری باری سب ہی بیڈ روم سے نکل گئے تھے امی سبرینہ کو چیک کر کے عشاء کی نماز پڑھنے چلی گئیں تھیں وہ بھی اپنے کپڑے چینج کر کے ڈریسنگ ٹیبل سے برش اٹھا کے بالوں میں چلانے لگا اسی وقت سبرینہ کے وجود میں حرکت ہوئی برش پھینک کے وہ بیڈ پر آ گیا وہ آنکھیں کھولے دکھتے سر کے ساتھ اٹھنے لگی۔

''لیٹی رہو اٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' اس نے شانوں سے تھام کے اسے دوبارہ لیٹا دیا جو سبرینہ نے نخوت سے اس کے ہاتھوں کو جھٹکا تھا ذرا سی دیر میں ہی اس کے دل و دماغ کی عجیب حالت ہو گئی تھی۔

''اب جانے کا خیال دماغ سے نکال دو۔'' وہ معنی خیزی سے مسکراتا اس کے رخساروں پر جھولتی لٹوں کو اپنے ہاتھوں سے پیچھے کرنے لگا سبرینہ نے ناگوار سامنہ بنایا اور منہ ہی گھما لیا۔

''مجھے آپ روک نہیں سکتے ہیں۔'' وہ دور ہو کے لیٹی کیونکہ شہزیل کا چھونا اسے آگ ہی لگا رہا تھا وہ بڑی دلچسپ نگاہوں سے اپنے سابقہ رویوں کو بھلائے دیکھ رہا تھا اور وہ اس کی وارفتگی سے پگھلنے ہی لگی۔

''تمہیں پتہ ہے کیا ہوا ہے؟'' معنی خیز اور شرارتی لہجہ بنا لیا اور پھر اس کے ساتھ ہی بیک کراؤن سے ٹیک لگا کے بیٹھ گیا نرم و نازک ہاتھوں کو ہاتھ میں لینا چاہا جو سبرینہ نے غصہ سے ہی ہٹا لئے وہ شہزیل کے اس رویہ کو سمجھ بھی نہیں پا رہی تھی کہ اچانک ہی اس کی جون کیسی بدلی۔

''بہت بابا...... بابا کرتی رہتی ہو نا دیکھو مجھے بھی بابا کہنے والا یا پھر کہنے والی اس دنیا میں آنے والا ہے...''

''کیا؟'' اسے تو کرنٹ ہی لگا۔

''ہاں کیونکہ ابھی ڈاکٹر تمہیں چیک کر کے گیا ہے اور یہ ساتھ ہی خوش خبری بھی دے کے گیا ہے۔'' وہ شرارتی نگاہوں سے دیکھنے لگا سبرینہ تو شرم سے سر نہ اٹھا پا رہی تھی پھر اس نے تو یہ سب خود ہی چھپایا ہوا تھا۔

''کیوں خوشی نہیں ہوئی۔'' وہ سبرینہ کا چہرہ دیکھنے لگا جو بالکل بے تاثر لگ رہا تھا جانے کیوں شہزیل کو اس کا رویہ افسردہ بھی کر گیا۔

''آپ کیا سمجھتے ہیں آپ خوش ہیں تو میں بھی خوش ہوں گی۔'' تڑخ کے گویا ہوئی اس وقت شہزیل کو خوشی اس کے آگ لگا رہی تھی جو اس کے جذبات و احساسات کا خون کر کے کتنا مطمئن اور خوش نظر آ رہا تھا اور یہی بات اسے اور دکھ و کرب میں مبتلا کر رہی تھی کہ شہزیل نے بھی اسے سمجھا ہی نہیں ہمیشہ مغرور اور بد دماغ سمجھا وہ اسے کیسے کہے کہ اس نے تو ہمیشہ پر خلوص جیون ساتھی کی تمنا کی تھی جو اس کے خیالات کا بھی خیال رکھے اور اس نے کتنا غلط سمجھا تھا۔

''میں نے تمہیں ہمیشہ اپنی بیٹی ہی سمجھا ہے جو بات میں نے سمجھائی ہے اسے ٹھنڈے دماغ سے غور کرو کیونکہ زندگی کوئی کھیل نہیں ہے، اگر تم اسے اپنے غصہ کی نظر کر دو گی تو سوچو اس معصوم کا کیا قصور ہے جو ابھی اس دنیا میں آیا بھی نہیں ہے۔'' پھپھو اسے سمجھا رہی تھیں سبرینہ سر جھکائے سب سن رہی تھی آنسو اس کی ہاتھوں کی پشت پر گر رہے تھے۔

''شہزیل گھر کے تمام بچوں میں شوخ و شرارتی ضرور ہے لیکن وہ اتنا لاپرواہ اور بے حس نہیں ہے کہ وہ اس زندگی کو خراب کرے تم اس کی بیوی ہو اور اب اس کے بچے کی ماں بننے جا رہی ہو یہی کافی نہیں ہے کہ وہ سنجیدگی سے تمہارا خیال رکھ رہا ہے۔''

''وہ تو اپنے بچے کی وجہ سے رکھ رہے ہیں۔'' جھٹ بولی۔

''نہیں بالکل غلط یہ بچہ اس کا تو نہیں تمہارا بھی تو ہے تم اسے تخلیق کر رہی ہو کیا تم چاہو گی کہ اپنے بچے کو باپ کی شفقت سے دور کر دو۔'' انہوں نے اس کی منفی سوچ کو جھٹکنے کے لئے اس کے ہاتھ تھام کے سمجھایا۔

''تمہارا ذرا سا غصہ تین زندگیوں کو ختم کر دے گا میری بیٹی ایسا کام نہیں کرو کے بعد میں پچھتاوے مقدر ٹھہریں پھر اس کا تو ازالہ بھی ممکن نہیں ہے شادی کے بعد کی زندگی بہت مختلف ہوتی ہے اب یہ تم خود اندازہ کر چکی ہو کہ شہزیل میں کتنا بدلاؤ آیا ہے پہلے وہ ہر وقت بھائی صاحب کی ڈانٹ ڈپٹ سنتا رہتا تھا اب دیکھو کیسی سنجیدگی سے سارا بزنس سنبھالا ہوا ہے ہم تو اس کی شکل تک کو ترس گئے ہیں۔''

''لیکن پھپھو وہ پھپھو کبھی بھی بہت غلط بھی کرتے ہیں انداز ان کا ایسا ہوتا ہے کہ میری کوئی اہمیت ہی نہیں ہے ان کے آگے۔'' لہجے میں افسردگی پنہاں تھی۔

''پہلے تم اسے اہمیت دو پھر دیکھنا کیسے نہیں دیتا، لڑکی وہی اچھی ہے جو اپنے میاں کو خوش رکھے اس سے وابستہ تمام رشتوں کا خیال رکھے کیونکہ ایک خاندان کی بنیاد تو وہ لڑکی بھی ڈال رہی ہوتی ہے۔'' وہ مفصل انداز میں اسے سمجھاتی کتنی اچھی لگ رہی تھیں بے اختیار ان کے گلے سے لگ گئی انہوں نے بھی سبرینہ کو اپنی ممتا کی چھاؤں میں لے لیا بچپن میں ہی ماں دنیا سے گئی تو اس کی زندگی میں خلاء سا آ گیا تھا باپ کی محبت تھی تو لیکن اسے ایک ماں کی بھی تو چاہیے تھی۔

''پھپھو ساری مائیں آپ کی طرح ہوتی

ہیں اپنے بچوں سے پیار کرنے والی۔''

''ہاں دیکھنا جب تمہاری گود میں تمہارا بچہ آئے گا نا تمہیں پتہ چلے گا ماں کی محبت کیا ہوتی ہے اس لئے میری بیٹی اپنی زندگی اپنے بچے پر مت پڑنے دینا تم نے ماں سے جدا ہو کر بھی دیکھ لی ہے زندگی بچے کی شخصیت میں کمی رہ جاتی ہے، اس لئے تم عقل سے کام لو اور شہزیل کی باتوں کو نظر انداز کرو وہ بس وقتی غصہ کر رہا ہے اگر تم منہ سے کہہ کر معافی مانگ لو تو حرج نہیں کہ تمہاری شان میں کمی آئے۔''

''پھپھو میں تو ان سے مقابلے کا سوچ بھی نہیں سکتی ہوں وہی مجھے سمجھ نہیں پائے ہیں۔'' معصوم سے لہجے میں بولی۔

''بیٹا اسے تم سمجھو پھر دیکھنا وہ تمہیں سمجھ لے گا میاں و بیوی میں ایسی تکرار ہو ہی جاتی ہے یہ تھوڑی کرتے ہیں فرار حاصل کرو اب اگر تم چلی جاتیں تو جنید کتنا پریشان ہوتا وہ تو تمہیں بسا کے گیا ہے۔'' انہوں نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیا اور اس کی پیشانی پر پیار ایک بار پھر وہ ان کے گلے سے لگ گئی بروقت اسے عقل دے دی پھپھو نے ورنہ وہ کیا کرنے چلی تھی۔

اب تو وہ ہر وقت خوش رہنے کی ہی کوشش کرتی تھی تزئین بھابھی تو کبھی فارحہ کے ساتھ اکثر رات گئے تک خوش گپیوں میں مصروف رہتی تھی شہزیل کچھ چپ چپ سا ہو گیا کیونکہ ابو کے سخت آڈر تھے کہ وہ سبرینہ کو آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے کچھ ماہ کے لئے امریکہ بھیج دے اسی جھنجھلاہٹ میں وہ رہتا تھا سبرینہ نے بھی توجہ دینی چھوڑ دی تھی وہ خود حیران تھی جیسے ہی وہ اندر آیا سبرینہ نے جھٹ تصویر دراز میں رکھی شہزیل نے تیکھے چتون اٹھائے دیکھا جو اسے کئی بار بیڈ کی رائٹ سائیڈ پر دراز سے کوئی فریم میں موجود تصویر ہی دیکھتی نظر آئی تھی مگر اس نے کبھی دھیان نہ دیا۔

''یہ تمہارا پاسپورٹ ہے تیاری شروع کر دو جانے کی۔'' وہ لفافہ بیڈ پر ڈال کے واش روم میں گھس گیا سبرینہ اپنی اتھل پتھل سانسوں کو ہموار کرتی تنقیدی نگاہوں سے لفافے کو دیکھنے لگی لیکن ہاتھ پھر بھی نہ لگایا چند منٹوں بعد وہ ایزی سے کرتے قمیض شلوار میں ملبوس تنے ہوئے ابرو کے ساتھ باہر آیا۔

''پاسپورٹ کس لئے؟'' وہ فہمائشی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

''ظاہر ہے تمہیں یہاں تو رہنا نہیں ہے جاؤ اپنے بابا کے پاس۔'' روٹھا روٹھا انداز سبرینہ کو مزا دینے لگا فوراً پھر لفافہ اٹھا لیا شہزیل نے ایک حسرت بھری نگاہ اس پر ڈالی جو کتنی ٹھیٹھ تھی ذرا بھی تو اپنی غلطی نہیں مان رہی تھی الٹا شروع سے اسے غلط سمجھتی آ رہی تھی۔

''ٹکٹ کنفرم کرا دیں پھر ہی تیاری بھی کرونگی۔'' وہ لب بھینچ کے ہنسی روکنے کی کوشش کی اور بیڈ کے سرے سے اٹھی کیونکہ شہزیل بیڈ پر آ چکا تھا۔

''جو بھی تیاری کرنی ہو مجھ سے نہیں کہنا اور نہ میں کراؤنگا جن سے میری شکایتیں کی ہیں نا انہی سے کہو وہ کروا بھی دینگے میں تو چند ہوں نا تمہارے لئے اور تمہارے اشاروں پر چلونگا۔'' اس کی زبان نان اسٹاپ ہی چلنے لگی سبرینہ اس بھڑکتے شعلے کو بغور دیکھے گئی جس کی محبت کرنے کا انداز بھی بڑا حاکمانہ اور اٹل تھا۔

''جانے سے پہلے تمام حساب برابر کر کے جانا تا کہ تمہیں بعد میں کوئی پچھتاوے نہ رہے کہ فیصلے کا اختیار تمہیں نہیں دیا۔'' وہ اس کے صبیح چہرے کو دیکھنے لگا جو گرین کلر کے کپڑوں میں دراز بالوں کی چوٹی بنائے گھریلو سے حلیے میں کتنی

بتاؤ میں اس کی ابھی خبر لیتا ہوں۔'' ابو کو جیسے شک ہوا شہزیل کی تیوری پر بل پڑ گئے۔

''نہیں...... نہیں انہوں نے کچھ نہیں کہا۔'' وہ جھٹ بولی۔

جبکہ شہزیل تو حیرانگی سے سن رہا تھا کہ وہ جانے کا ارادہ ملتوی کر رہی تھی مگر کیوں جبکہ وہ تو رہنا ہی نہیں چاہتی۔

''سبرینہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری آب و ہوا بھی تبدیل ہو جانے گی۔''

''وہ اگر منع کر رہی ہے تو رہنے دیں۔'' امی کو جیسے ابو کا اصرار کرنا اچھا نہ لگا تو وہ مداخلت کر گئیں۔

''مجھے ضرور آپ کے صاحبزادے پر شک ہے اس نے کچھ کہا ہے۔''

''ہاں مجھ پر شک کریں ایسا جابر اور جلاد ہوں نا کہ آپ کی بہو کو زدوکوب کرتا رہتا ہوں۔'' وہ تو تلملاتا ہوا لاؤنج سے نکلا سب کی فہمائشی نگاہوں نے دور تک تعاقب کیا جبکہ سبرینہ تو فکر میں مبتلا ہو گئی سمید ہر شہزیل کی کیفیت سمجھتا تھا وہ بھی اس کی تقلید میں باہر آ گیا۔

''یار تم ایک دم غصہ میں کیوں آ جاتے ہو۔'' دونوں لان میں آ گئے تھے۔

''یار ہر بار ابو میری بے عزتی کرتے ہیں اور وہ کتنا خوش ہوتی ہے جب ابو مجھے نشانے پر رکھتے ہیں۔'' اس نے سرد آہ نکالی۔

''اس وقت وہ بھی بہت فکر مند ہے تم اسے غلط سمجھ رہے ہو۔''

''بس یار میں تنگ آ گیا ہوں روانہ کر دونگا اسے اس کے بابا کے پاس بہت محبت جاتی رہتی ہے نا۔'' ایک دم ہی مشتعل ہو گیا۔

''بس یار کیا بے وقوفی ہے اس طرح کرو گے تو ہو گیا تمہارا پیچ اپ۔''

''یار وہ کوئی مفاہمت کی فضا میں تو قائم نہیں

دلکش لگ رہی تھی کئی لمحے تو وہ مبہوت زدہ رہ جاتا تھا۔

''اب کی بار میں نے فیصلہ بہت سوچ سمجھ کے کیا ہے۔'' وہ یہ کہہ کر رکی نہیں کمرے سے نکل گئی لب مسکرا رہے تھے فارحہ نے معنی خیزی سے اشاروں میں پوچھا تو جواب میں سب بتا گئی۔

''یعنی تم اب شہزیل بھائی کو تنگ کر رہی ہو۔''

''ظاہر ہے اب بازی میرے ہاتھ آئی ہے جناب کو بھی تو اندازہ ہو کہ تڑپنے میں کیا تکلیف ہوتی ہے۔'' وہ اپنی مترنم ہنسی کے ساتھ گویا ہوئی اس وقت وہ بھناتا ہوا کمرے سے نکلا تو دونوں بوکھلا گئیں۔

''میں ندیم کی طرف جا رہا ہوں دیر سے آؤں گا۔'' وہ سبرینہ کو نظر انداز کرتا ہانک لگاتا کوریڈور عبور کر گیا دونوں پھر ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگیں تھیں۔

''بہت غصے میں گئے ہیں۔'' فارحہ نے سرگوشی میں کہا۔

''انتہا دیکھونگی ان کے غصے کی۔'' وہ بھی جیسے شہزیل کو تنگ کرنے میں مزا لے رہی تھی کافی دیر تک پھر وہ دونوں شہزیل کے متعلق ہی باتیں کرتی رہی تھیں وہ تو جنید احمد کا فون آ گیا تو سبرینہ اٹھ کر چلی گئی۔

''سبرینہ کی ٹکٹ تم کنفرم کرا دو تا کہ پھر اس کی تیاری بھی ہو۔'' رات کو سب ڈنر سے فارغ ہوئے تو لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے۔

''ابو وہ میں کچھ دن کے لئے ارادہ ملتوی کر رہی ہوں۔'' سبرینہ کو جیسے شہزیل کے جلنے کڑھنے پر ترس ہی آ رہا تھا پھر کافی دنوں سے یہ کھیل چل رہا تھا وہ اس کا ڈراپ سین کرنا چاہ رہی تھی۔

''سبرینہ بیٹا اگر شہزیل نے کچھ کہا ہے تو کر رہی ہے اور وہ سات سمندر پار چلی جائے گی میری امانت لے کے۔'' یہی سوچ سوچ کے تو اس کا دماغ شل ہونے لگا تھا۔

''تم روکو اسے یقین دو اعتبار دو یار وہ بہت حساس ہے بس اسے محبت کی ضرورت ہے۔'' سمید نے اسے چیئر پر بیٹھایا اور خود نرم نرم ٹھنڈی گھاس پر اس کے قریب پنجوں کے بل بیٹھا۔

''اس نے صرف ماموں جان کی محبت دیکھی ہے یار وہ ابھی تک تمہاری محبت سے محروم ہے احساس دو اسے اہمیت دو بتاؤ اسے کہ وہ تمہارے لئے کیا ہے۔''

''سمید وہ بہت بے اعتباری لڑکی ہے۔'' وہ جھٹکے سے کھڑا ہوا۔

''اعتبار دلانے کے بھی طریقے ہوتے ہیں بس تم وہ طریقہ استعمال کرو دیکھنا بیوی قدموں میں۔'' آنکھ دبا کے شہزیل کو مسکرا کے دیکھا وہ جھینپ گیا سمید نے اسے بہت کچھ سمجھا دیا تھا واقعی اس نے ابھی تک سبرینہ کو اعتبار و یقین تو دیا ہی نہ تھا شروع سے ناگواری سے پیش آیا تھا، کافی دیر لان میں وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں میں چہل قدمی کرتا رہا ٹیرس پر کھڑی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی پھر جانے کون سا پہر تھا کہ وہ دبے قدموں کمرے میں آیا وہ اسے بڑے صوفے پر سکڑی سمٹی جاگتی ملی نگاہوں کا تصادم ہوا دونوں کی نگاہوں میں شرمندگی تھی اپنی اپنی جگہ دونوں تذبذب کا شکار تھے کہ پہل کون کرے وہ سست روی سے چلتا ہوا کمرے میں ہی چہل قدمی کرنے لگا سبرینہ نے ایک چور نگاہ ڈالی پھر خود ہی ساری ہمتیں مجتمع کی شانوں پر پنک آنچل درست کرتی احتیاط سے اٹھی دن گزرتے جا رہے تھے اس میں بھی نمایاں تبدیلی آ رہی تھی شہزیل نے ایک بھرپور استحقانہ نگاہ اس کے بھرے بھرے وجود پر ڈالی وہ جھینپی ہوئی کھڑی تھی اب دونوں آمنے سامنے بالکل کمرے کے وسط میں کھڑے تھے۔

''اگر اعتبار و یقین دوں تو کیا رک جاؤ گی۔'' ایک دم ہی وہ گویا ہوا سبرینہ نے حیرت سے اسے دیکھا کہ اس نے کہیں خواب میں تو مخاطب نہیں کیا۔

''دیکھو سبرینہ تم مجھے غلط مت سمجھنا میں کل بھی تمہیں اسی شدتوں سے چاہتا تھا اور اب بھی چاہتا ہوں، پلیز میری بالکل سچی اور خالص محبت ہے اور تمہارے لئے ہے۔'' ایک جذب سے کہہ کر اس نے سبرینہ کے پسینے میں بھیگے گلابی گلابی ہاتھوں کو محبت کی شدت سے تھاما وہ تو گنگ کھڑی ورطہ حیرت میں مبتلا تھی۔

''میں تمہیں اول روز سے چاہ رہا ہوں جانے تم نے یونیورسٹی کے دنوں میں میرے اس شوخ انداز کو لاپرواہ ہی سمجھا ہوگا پلیز معاف کر دو میں بے ڈھنگا سا بندہ ہوں محبت کا اظہار نہیں آتا ہے۔''

''پلیز بس کریں اور کتنا شرمندہ کرینگے۔'' اس سے آگے سننے کی تاب نہ تھی ایک دم ہی وہ شہزیل کے فراخ سینے میں استحقاق سے سمو گئی وہ تو حیران رہ گیا اس کے اس ردعمل پر جو غیر متوقع تھا۔

''سبرینہ واقعی تم نے مجھے معاف کر دیا۔'' سرگوشی کی۔

''میں ہی غلطی پر تھی میں شروع سے آپ کو لاپرواہ سمجھتی تھی کہ زندگی کو آپ کبھی سیریس ہی نہیں لیتے پھر میری سوچ بھی مختلف تھی کو سوبر شخص مجھے پسند تھا اور آپ تو بعد میں بالکل ہی ویسے بن گئے پچھلے کسی بھی انداز کا شائبہ تک نہیں ہے۔'' وہ بول رہی تھی اور شہزیل کو ایسا لگا کہ دل پر سے ایک بوجھ ہٹ گیا ہو۔

''تو یار پہلے ہی بتاتی نا تا کہ میں سوبر بن جاتا۔'' اسے شانوں سے تھام کے اس کے فسوں خیز آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں سبرینہ نے محجوب ہو کر گھنیری پلکوں کی جھالر گرا لی تھیں۔

''اتنا بھی سوبر نہیں بنئے کہ میری جان ہی نکال دیں۔'' ہلکی سی شکایت کی شہزیل کا جاندار قہقہہ اسے اور پزل کر گیا۔

''سنو کان پکڑ کے کہو کے اب کبھی یہاں سے جانے کا نام نہیں لو گی اور میرے ڈھیر سارے بچوں کے ساتھ رہو گی۔''

''کیا ڈھیر سارے۔'' وہ تو کرنٹ کھا کے ایسے دور ہوئی کہ جیسے وہ سنجیدہ ہی ہو مگر اس کی آنکھوں میں شرارت دیکھ کر وہ گھورنے لگی۔

''زیادہ اترانے کی نہیں ہو رہی ہے ایک میں ہی میرا حشر خراب ہے۔'' اسے اور ہی حیا آنے لگی شہزیل اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔

''اچھا آج سے خوش رہنا شروع کر دو تا کہ وہ صحت مند آئیں۔''

''کیا ہے؟'' وہ اشارہ سمجھ چکی تھی ایک دم پھر دور ہوئی۔

''یار ایک تو میں تمہارا خیال کر رہا ہوں کیونکہ بہت شکایتیں بھی ہیں چلو آج ایک ایک کر کے دور کر دوں۔'' اس پر تو سرمستی سوار ہو رہی تھی اور سبرینہ تو حواس باختہ ہی ہو گئی، مگر اپنے اطراف میں ملن کے پھولوں کو کھلتے دیکھ کر وفور مسرت سے شہزیل کے کشادہ سینے پر اپنا سر رکھ دیا اب یہی اس کی مہربان چھاؤں تھی۔

☆☆☆